رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

ایڈیٹر - شیخ یعقوب علی تراب

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۳؎ (۲) خواص و معاونین سے عــہ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۶؎ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲؎ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲؎

قریشی مالک کارخانہ رفیق الصحت عبدالکابلی مل لاہور

دفتر الحکم قادیاں

جلد ۱۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۰۷ء مطابق ۹ ذی الحجہ ۱۳۲۴ھ | نمبر ۳

تازہ الہامات ورؤیا

۲۲ جنوری ۱۹۰۷ء - اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا -

ترجمہ - بے شک اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ اے اہل بیت تم میں سے ناپاکی کو دور کر دے - اور تمھیں پاک کرے اور مطہر بنائے -

اس وحی کے بعد میں کسی کو آواز مار کر اس طرح سے پکار رہا ہوں کہ فتح فتح گویا اس کا نام فتح ہے -

سلسلہ کی ضرورتیں اور انکے پورا کرنے کی سبیل

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مَیں نے سوا لاکھ روپیہ جمع کرو کے عنوان سے اس سال کے اخراجات پر قوم کو توجہ دلائی ہے اور ساتھ ہی میں نے اپنے محترم ہمعصر میگزین اور بدر کو بھی متوجہ کیا تھا کہ وہ ان ضروریات سے قوم کو آگاہ کریں مَیں نہایت خوشی سے ظاہر کرتا ہوں کہ معزز ہمعصر میگزین نے نہایت خوبی کیساتھ ضروریات سلسلہ پر اپنے جنوری کے اشو میں بحث فرمائی ہے - اور آیندہ بھی وہ اُمید ہے اس سلسلہ کو بند نہ کرینگے - ایسا ہی مجھے اپنے صادق بھائی بدر سے متوقع ہونا چاہئے - مَیں نے وعدہ کیا تھا کہ اس روپیہ کے پورا کرنے کے ذریعوں کو ظاہر کیا جاوے اور بوجہ تقریب عید کے صرف اسی کے اظہار کو کافی سمجھا گیا تھا - آج بھی مَیں اسی عید فنڈ کی طرف قوم کو توجہ دلانی چاہتا ہوں جیسا کہ مَیں نے پہلے متعدد مرتبہ ظاہر کیا ہے اور جس کی تائید گرامی قدر ایڈیٹر میگزین نے فرمائی ہے یہ امر واقعی ہے کہ اگر باضابطہ یہ چندہ وصول کیا جاوے تو مدرسہ کے سال تمام کے اخراجات آسانی سے پورے ہو سکتے ہیں ان اطلاعوں اور یاد دہانیوں کو کافی نہ پاکر جو اخبارات اور رسالجات میں شائع ہوتی ہیں جناب سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ نے مطبوعہ کارڈوں کے ذریعہ بھی قوم کو جو متوجہ کیا ہے میں امید کرتا ہوں کہ سلسلہ کی ضروریات حقہ سے آگاہ قوم اور پھر ان ضروریات کیلئے محض خدا کیلئے سعی کرنے والی حق شناس قوم اپنے محترم اور واجب التکریم خادم (فی الحقیقت مخدوم) سکرٹری صدر انجمن کی اس توقع کو جو وہ اپنی قوم کی نسبت کرتا ہے نتیجہ خیز ثابت کریگی یعنی کہ پچیس تیس ہزار روپیہ ضرور جمع کر دیگی اگر چاہتے ہو کہ کام کرنیوالے افراد آپ کی دی ہوئی خدمات کو اطمینان سے کر سکیں اور اپنے فرض کو جو انکے سپرد تم قرار دیتے ہو ادا کر سکیں تو یہ تمہارا فرض ہے کہ اس فرض کو تم ادا کرو جو وہ تمہارے ذمہ مقرر کریں - پس اس سنت ضرور ہے کہ عید کی تقریب پر ہر احمدی اپنی ہمت و استعداد کے موافق عید فنڈ میں ادا کرے ہو سا اور ایسا ہی وہ احباب جو خدا کے فضل سے قربانی کرنے کی مقدرت رکھتے ہیں - قربانی کی کھالیں فروخت کرکے وہ روپیہ ان مساکین کی ہمدردی اور اعانت کیلئے بھیجیں جو ان کے قومی مدرسہ میں پرورش پا رہے ہیں -

بار بار کی یاد دہانیاں ہر چند ناگوار معلوم ہوتی ہیں اور نظر غیر میں قومی اعتبار پر شاید حرف زن ہوں مگر نہیں تکرار بھی اپنے رنگ میں ایک سنت اللہ ہے - اور وہ ہمارے احباب کو بھی قند مکرر کا مزا دیگا بالآخر اس سعید تقریب پر اپنے مدرسہ اور اپنے قومی یکسوں کو مت بھول لیئے یہ نمبر غالباً عید کے دن ہمارے دوستوں کو پہنچیگا اس لئے عید کا مبارک باد دیتا ہوا پھر یاد دلاتا ہوں کہ قومی مدرسہ کی ضروریات اور قومی یکیں بچوں کو مد نظر رکھو یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور اسی کے منشاء کے ماتحت ہو رہا ہے ہو کر رہے گا مگر مبارک ہونگے وہ جو آج اس میں حصہ لینے والے ہونگے اللہ تعالیٰ ان کے کاروبار میں برکت دیگا - ایڈیٹر

دارالامان کا ہفتہ

اعلیحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت اس ہفتہ میں بالعموم اچھی رہی اگرچہ بعض اوقات حسب معمول طبیعت ناساز بھی مگر آپکا یہ دائمی اصول ہے کہ جب ذرا طبیعت بحال ہوتی ہے آپ تصنیف کے کام میں مصروف ہو جاتے ہیں

۲۲ جنوری ۱۹۰۷ء کو ایک پرانا الہام جو چوتھائی صدی پیشتر کا ہے سُنایا - قادیان کے بعض آریوں کے گوا ان نشانات ہیں کا ذکر تھا فاثر تدعلے اثارہما و ضلہ الجنۃ ماتنے طلقت ۔۔۔

حضرت اقدس کی دوسری تقریر

جو ۲۷ دسمبر ۱۹۰۶ء کو حضور نے جامع مسجد میں بعد نماز ظہر و عصر (جو جمع ہوئی) کھڑے ہو کر بیان فرمائی۔ ایڈیٹر

میں نے جو کچھ کل بیان کیا تھا اس میں سے کچھ حصہ باقی رہ گیا تھا۔ اس لئے میں نے مناسب اور ضروری سمجھا کہ اس حصہ کو بیان کر دوں تاکہ وہ بیان مکمل ہو جاوے۔

ہمارے اور اوائل اسلام کے مصائب

سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سلسلہ جو نئے طور سے قائم کیا ہے اسے قائم ہوتے ہی مصائب اور مشکلات پیدا ہو گئے۔ اندرونی اور بیرونی طور پر طرح طرح کے دُکھ اس کو دیئے گئے۔ مگر بیرونی طور پر جو دُکھ دیا گیا ہے اس پر افسوس نہیں اس لئے کہ وہ دُکھ صرف زبان کا دُکھ ہے اور اس دُکھ کے مقابلہ میں یہ کچھ چیز نہیں جو ابتدائے اسلام اور غربتِ اسلام کے وقت ان لوگوں کو اٹھانا پڑا جو اسلام میں داخل ہوئے۔ وہ دُکھ اس قسم کے تھے کہ ان کو بیان کرتے ہی دل کانپ جاتا ہے کہ وہ کیسے سنگدل انسان تھے کہ انھوں نے صرف مسلمان ہونے پر ان کو طرح طرح کے مشکلات اور مصائب میں ڈالا۔ اور بہتوں کو بیدردی سے ایذائیں دیں اور قتل کر ڈالا لیکن اس زمانہ میں جو **آزادی** کا زمانہ ہے اس قسم کی کوئی تکلیف نہیں دے سکتے صرف زبان سے دُکھ دیتے ہیں اور یہ کچھ چیز نہیں۔

گورنمنٹ کی شکر گذاری

ہم پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل اور احسان ہے اور ہم اس کا **شکر** نہیں کر سکتے کہ اس نے محض اپنے فضل سے ایسی **گورنمنٹ** کے ماتحت کر دیا جس کی وجہ سے ہمارے مخالف ہمارے خلاف اپنے جوش مخالفت میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ یہ اسی گورنمنٹ کی **آزادی** اور **انصاف پسندی** کا ہی سبب ہے کہ وہ جوش ہمارے مخالف ظاہر نہیں کر سکتے جو انھیں ہمارے لئے ہونا چاہیے۔ وہ دانت پیستے ہیں اور اگر ان کے اختیار میں ہوتا تو ہمیں نیست و نابود کر کے ہی خوش ہوتے مگر انھیں کوئی قابو نہیں ملتا۔

میں اس امر پر غور کر کے اور پچھلے دُکھوں کو جو ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کو پہنچے یاد کر کے خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر کرتا ہوں جس نے محض اپنے ہی فضل و کرم سے ہمیں ایسی **نیک خیال گورنمنٹ عطا کی**۔ وہ کیا رحیم و کریم خدا ہے جب اس نے چاہا کہ ضعف اسلام کے وقت یہ **سلسلہ** قایم کرے خود ہی اس نے انتظام کر دیا کہ ایسی **گورنمنٹ** کو بھیج دیا جو

امن پسند ہے

میں یہ بات **ریاکاری** سے نہیں کہتا۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ **ریاکار** اور **خوشامدی منافق** ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم **نفاق** کو دور کرنے آئے ہیں۔ اور واقعات ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ اس **گورنمنٹ** کی تعریف کریں اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے **شکر گزار** ہوں۔ ہم اپنے ہی حالات زندگی کو دیکھتے ہیں کہ اس وقت کس **امن** اور **آزادی** کے ساتھ اس سلسلہ کی **اشاعت** کر رہے ہیں ۲۵ سال سے زیادہ عرصہ سے ہم اس اشاعت کے کام میں لگے ہوئے ہیں اور پوری **آزادی** اور **امن** سے اسے کر رہے ہیں۔ خود **گورنمنٹ** کے ملکوں (بلاد یورپ) میں ۱۶ ہزار اشتہار دعوتِ اسلام کا میں نے جاری کیا اور وہ اشتہارات معمولی آدمیوں میں تقسیم نہیں کئے گئے بلکہ معززین کو بھیجے گئے (جن میں شاہی خاندان کے ممبر اور گورنمنٹ کے اعلیٰ عہدہ دار اور ارکین شامل تھے) یہاں تک کہ **ملکہ معظمہ** کو بھی ایک کتاب دعوت اسلام کی بھیجی گئی اور انھوں نے ایسی محبت اور قدر سے اسے دیکھا کہ بذریعہ تار ایک اور نسخہ اس کا منگوایا۔ یہ عجیب بات ہے یہ کیا خدا تعالیٰ کا ہم پر فضل و احسان ہے کہ اس نے ایسی جگہ ہمیں بھیجا جہاں ہر طرح پوری آزادی کے ساتھ اپنے فرض کو ادا کر سکتے ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم اس کی نظیر دوسری جگہ نہیں پا سکتے۔

لوگ اس پر تعجب کریں گے یا خام خیالی اور ظاہر پرستی کی وجہ سے میری ان باتوں کو **خوشامد** پر قیاس کریں گے مگر میں حلفاً کہتا ہوں کہ اگر یہ سلسلہ **مکہ معظمہ** میں جاری ہوتا تو ہر روز دو چار خون ہوتے۔ ایسا ہی مدینہ یا روم میں ہوتا تو کوئی سزا پاتا کوئی دُکھ پاتا۔ غرض کسی نہ کسی مصیبت کا سامنا رہتا۔

ایسا ہی کابل میں ہوتا تو قسم قسم کے حملے ہوتے۔ اور تجربہ نے ثابت بھی کر دیا ہے سب کو معلوم ہے کہ ہمارے دو معزز دوست **کابل** میں شہید ہو چکے ہیں انھوں نے وہاں کوئی بغاوت نہیں کی خون نہیں کیا اور کوئی سنگین جرم نہیں کیا صرف یہ کہا کہ **جہاد حرام ہے** میں سچ کہتا ہوں کہ انھوں نے اس سے زیادہ ہرگز نہیں کہا جو میں یہاں **گورنمنٹ** کو عیسائی مذہب کی بابت سُنا چکا ہوں۔ وہ نہایت نیک۔ راستباز اور خاموش تھے۔ مولوی **عبد اللطیف** صاحب تو بہت ہی کم گو تھے مگر کسی خود غرض نے جا کر امیر کابل کو کہدیا اور انھیں اُنکے خلاف بھڑکایا کہ یہ شخص جہاد کا مخالف ہے اور آپ کے عقاید کا مخالف ہے اس پر وہ ایسی بے رحمی سے قتل ہوئے کہ سخت سے سخت دل بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور اس امر پر غور کر کے کہ وہ کیا گناہ تھا جسکے بدلہ میں وہ قتل کئے گئے بے اختیار ہر شخص کو کہنا پڑے گا کہ یہ سخت ظلم ہے جو آسمان کے نیچے ہوا ہے اب اسکے مقابلہ میں ہماری تیس سالہ کارروائی کو دیکھو۔ بار بار پادریوں اور عیسائیوں کے مذہب پر حملہ ہوا ہے اور انھیں بتایا گیا ہے کہ تم سخت غلطی پر ہو تمہاری تثلیث غلط ہے **کفارہ** باطل ہے مگر کبھی ان مسایل کی غلطیوں کے ظاہر کرنے پر اور یہ بیان کرنے پر کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے اور یہی نجات کا ذریعہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی افضل الرسل ہیں اور ان کی کامل اتباع ہی سے نجات ملتی ہے کوئی وارنٹ گرفتاری کا **گورنمنٹ** کی طرف سے جاری نہیں ہوا اور نہیں پوچھا گیا کہ تم اپنے مذہب کی **اشاعت** کیوں کرتے ہو؟ پھر بتاؤ کہ ہم اگر اس کی اس **آزادی** اور **امن** کے لئے اس کی تعریف کریں اور اس کے لئے **شکر گذاری** کا جوش ظاہر کریں تو یہ خوشامد ہو سکتی ہے؟ یہ تو امر واقعہ کا اظہار ہے۔ اور اگر کوئی ایسا نہ کرے تو میں یقیناً کہتا ہوں کہ وہ **خدا تعالیٰ کے حضور سخت گنہگار ہے** میں نے خوب غور کیا ہے اور تجربہ نے ہمیں بتا دیا ہے کہ اس قوم کی فطرت میں ہے کہ باوجودیکہ ہم نے عیسائی مذہب کی غلطیوں اور کمزوریوں کو سخت سے سخت طریق سے ظاہر کیا ہے مگر اس نے یہ سمجھ کر جو آزادی اُس نے عیسائیوں کو دی ہے کہ وہ دوسرے مذاہب کا رد کریں اور اپنے دین کی اشاعت کریں اس کے عیسائی ہونے کی وجہ سے ویسے ہی **حقدار** ہیں اور ان کے فطرتی انصاف نے اس مساوات کو توڑنے کا ارادہ نہیں کیا ہر ایک کو اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے پوری **آزادی** دی ہے۔ بلکہ اس سے بھی عجیب تر یہ بات ہے کہ جب ایک جنٹلمین پادری نے مجھ پر اقدام قتل کا مقدمہ کیا تو **گورنمنٹ** نے اپنے **انصاف** کا کامل نمونہ دکھایا۔ اگر ہمارے ساتھ کوئی **کینہ** ہوتا تو یہ عمدہ موقع تھا کہ ہمیں دُکھ دیا جاتا لیکن میں دیکھتا تھا کہ کوئی **رعایت** اس جنٹلمین **پادری** کی میرے مقابلہ میں نہیں کی جاتی تھی صاحب ضلع مجھے عزت سے بلاتے تھے اور کرسی دیتے رہے انجام کار جب انھیں بخوبی معلوم ہو گیا کہ وہ مقدمہ محض شرارت سے مجھ پر بنایا گیا ہے اور سراسر جھوٹا ہے تو اس نے کہا کہ یہ بد ذاتی مجھ سے نہیں ہو سکتی کہ سزا دیدوں چنانچہ اُس نے عزت کے ساتھ **مجھے بری** کیا۔

اور یہ بات مجھ سے ہی خاص نہیں بلکہ سب کے لئے یکساں حقوق حاصل

ہیں۔ اگر ہمیں یہ تجربہ ذاتی بھی نہ ہوتا تو بھی ہم شکر گذاری کے لئے بہت سے سامان پاتے ہیں۔ اور علاوہ ہمیں یہ بات ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کسی قوم کو اسقدر ترقیات بلندی اور غیر ملکوں پر اسقدر فتوحات نہیں دیتا جب تک اس میں خوبی نہ ہو۔ اور یہ تو ایک کھلی کھلی بات ہے کہ اس وقت اگر گورنمنٹ نہ ہو تو سب کے سب آپس ہی میں لڑ کر مر جاویں۔ یہ ایسا ثالث ہے کہ اس نے اپنے انصاف اور اقبال سے باہمی جھگڑوں سے بچا لیا ہے۔ ہماری جماعت کا ہر ایک آدمی سوچ کر دیکھ لے کہ کیا اس کا کسی اور جگہ گذارہ ہو سکتا ہے وہ اگر اس سلطنت کے سایہ میں نہ ہو تو اس کے دشمن اسے فوراً کے عذاب دیکر ہلاک کر دیں اگر کوئی جاہل یہ سمجھے کہ **ہاں کسی اور جگہ گذارہ ہو سکتا ہے تو میں اسے حیوانات میں سمجھتا ہوں۔**

دن رات ہم اپنے منصب کی وجہ سے اسی کام میں لگے ہوئے ہیں کہ عیسائی مذہب کی غلطیوں سے لوگوں کو آگاہ کریں اور ہم اس کام میں لگے ہوئے ہیں لیکن گورنمنٹ کو باوجود عیسائی ہونے کے کوئی تعلق نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے جو اس نے ہمارے لئے ظاہر کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس درخت کا نشوونما کرنا چاہتا ہے اسکے لئے اچھی زمین تجویز ہوتی ہے جہاں وہ لگایا جاتا ہے اور اسکی آبپاشی اور نشوونما کے ذریعے ان وہاں اسے ہم پہنچائے جاتے ہیں اور جیسے سنیاسی کرنا چاہتا ہے ایسی زمین میں جگہ ملتی ہے جہاں وہ پھلتا پھولتا ہے پس اسی طرح یہ بیج **جو ہمارے سلسلہ کا بیج ہے ایسی زمین میں لگایا گیا ہے جو اس کی ترقی اور نشوونما کے لئے بہت ہی مفید اور مبارک ہے** کیونکہ یہاں کوئی آفت اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے اور وہ اپنے دشمنوں سے محفوظ ہے اور اس کا بڑا بھاری ذریعہ یہ گورنمنٹ ہے۔ جبکہ یہ احسان ہم پر ہے تو ہمارا فرض ہے کہ اس احسان شناسی کے بعد اس کا شکریہ ادا کریں کیونکہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

ھَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ

اس سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ مسلمان احسان کرے تو اس کے بدلہ میں احسان کرو اور اگر غیر مذہب والا کرے تو نمک حرامی کرو۔ یہ تو خبیث کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہی منشا ہے کہ کوئی موجد احسان کرتا ہے اسکے ساتھ احسان کرنا فرض ہے۔

احسان کی تو یہ علامت ہے کہ اگر ایک کتے کو تم ٹکڑا ڈالدو تو وہ بار بار تمہاری طرف آئیگا خواہ تم اسے مارو بھی نکالو۔ مگر وہ تمہیں سمجھیگا اس احسان کے شکریہ سے دم ہلاویگا۔ **پھر وہ انسان کتے سے بھی بدتر ہے جو انسان ہو کر احسان شناسی سے کام نہیں لیتا۔**

اپنی جماعت کو نصیحت

میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ان نادان تنگ خیال اور سفلہ مزاج ملاؤں سے نفرت اور پرہیز کریں۔ جو خلاف مذہب ہیں **اور ناحق خون کرنے کے فتوے دیتے ہیں**۔ میری جماعت کے ہر فرد کو لازم ہے کہ وہ **گورنمنٹ کی قدر کریں** اور پوری اطاعت **اور وفاداری** کے ساتھ اس کے احسانات کے شکر گذار ہوں۔ اور یقیناً سمجھ لیں کہ جو شخص مخلوق کا شکر نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر گذار بھی نہیں ہو سکتا۔ غرض اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ایک یہ بڑا احسان ہے کہ **اس نے اس سلسلہ کو گورنمنٹ انگلشیہ کی حکومت میں قائم کیا۔ جو آزادی پسند اور امن دوست گورنمنٹ ہے۔**

اور اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے یہ دوسرا احسان ہے کہ اس نے اس سلسلہ کو پنجاب میں قائم کرنا پسند فرمایا۔ اور اس سرزمین کو اس کے لئے منتخب کیا۔ ہندوستان بھی تو تھا پھر کیا وجہ ہے اور اس میں کیا حکمت ہے کہ پنجاب کو ترجیح دی۔

اس میں جو حکمت ہے وہ تجربہ سے معلوم ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ پنجاب کی زمین نرم ہے اور اس میں قبول حق کا مادہ ہندوستان کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے مجھے کبھی بمبئی تک دلی اور دوسری جگہ رہنے کا اتفاق ہوا ہے مگر انھوں نے قبول نہیں کیا۔ اور برخلاف اسکے پنجاب میں لوگوں نے مجھے اس وقت قبول کیا جب دوسروں نے نہیں کیا۔ حالانکہ میں نے ان کو اپنے دعوے کے دلائل سنائے قرآن اور حدیث کو ان کے سامنے پیش کیا نشانات پیش کئے مگر انھوں نے نہیں مانا (الا ماشاء اللہ) پس یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس ملک میں اس نے اس سلسلہ کو قائم کیا۔

علاوہ بریں یہ ملک حق رکھتا تھا کہ یہ سلسلہ قائم ہو کیونکہ چالیس پچاس برس تک سکھوں کا دھکا کھا چکا تھا۔ بچوں کو تو ان دکھوں اور تکلیفوں کی خبر نہیں اور میں بھی اس وقت بچہ تھا اس لئے پورا علم تو نہیں مگر جس قدر علم مجھے ہے وہ ایسا ہی ہے جیسے **رویت** کا علم ہوتا ہے۔ اسوقت اگر بانگ دی جاتی تو اس کی سزا بجز اسکے اور کچھ نہیں ہوتی تھی کہ بانگ دینے والا قتل کیا جاوے۔ حالانکہ یہ لوگ جانتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ جب وہ سنکھ وغیرہ بجاتے ہیں تو ہم کبھی ان کے مزاحم نہیں ہوتے۔ اور نہ انھیں تکلیف دیتے ہیں مگر بانگ سے انھیں ایسا غصہ تھی کہ جو بھی کسی نے دی وہ قتل کیا گیا۔ جس جگہ میں اس وقت کھڑا ہوں یہ کاردار کی جگہ تھی اور **دارالحکومت نہیں بلکہ دارالظلم تھا۔**

جب انگریزی عدالت کا شروع شروع میں دخل ہوا۔ اس وقت یہاں ایک کاردار رہتا تھا اس کا ایک سپاہی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے گیا اس نے ملاں کو کہا کہ بانگ دے۔ مگر ملاں نے سنتے ہی آہستہ آہستہ بانگ کہی سپاہی نے کہا کہ اونچی آواز سے کیوں بانگ نہیں دیتا جو دوسروں تک بھی پہنچ جاوے ملاں نے کہا میں اونچی آواز سے بانگ کیوں کر دوں کیا میں پھانسی چڑھوں۔ اس پر سپاہی نے کہا کہ نہیں تو کوٹھے پر چڑھ کر بہت اونچی آواز سے بانگ دے۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ سلطنت کی تبدیلی ہو چکی ہے آخر جب ملاں نے سپاہی کے کہنے سے بلند آواز سے اذان دی تو ایک شور مچ گیا اور کاردار کے پاس جا کر شکایت کی۔ کہ ہمارے آگے بھرشٹ ہو گئے۔ اور ہم اور ہمارے بچے بھوکے رہے ہم پر ظلم ہوا۔ اس پر کاردار نے کہا کہ اچھا باہر بلاؤ۔ ملاں کو پکڑ کر لے گئے۔ وہ نیک بخت سپاہی بھی ملاں کے پیچھے پیچھے گیا۔ جب ملاں کاردار کے سامنے گیا تو کاردار نے اس سے پوچھا کہ تو نے بانگ دی ہے۔ سپاہی نے آگے بڑھ کر کہا کہ اس نے نہیں بانگ تو میں نے دی ہے جب کاردار نے یہ سنا تو اس نے شکایت کرنے والوں کو کہا کہ اندر جا کر بیٹھو۔ لاہور میں تو گائے ذبح ہوتی ہے۔ اذان بھی ایک اسلامی دعوت ہے اور اس حالت میں اسلام کی **اجمالی دعوت ہے حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح** کا کیا مطلب ہے یہی کہ مسلمان ہو جاؤ۔ مگر یہ لوگ اسلام کے دشمن تھے اس لئے اس بانگ کے بھی دشمن تھے ایسا ہی ایک واقعہ ہوشیار پور میں ہوا۔

وہاں کسی شخص نے بانگ دی تو اس کے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کیا گیا ہے صاحب ضلع نے اس مقدمہ کو نہایت حیرانی سے سنا اور حکم دیا کہ اس شخص کو حاضر کرو۔ چنانچہ جب وہ حاضر آیا تو اسے کہا گیا کہ اچھا بانگ دو اور جس قدر اونچی آواز سے تم نے وہاں دی ہے اسی قدر آواز سے یہاں بھی دو اور اپنے سررشتہ دار کو بھی کہا کہ تم بھی خیال رکھو اس سے کیا تکلیف ہوتی ہے بانگ دینے والے نے آہستہ آواز سے بانگ دی تو شکایت کرنے والوں نے کہا کہ اس نے اونچی آواز سے دی تھی اب یہاں آہستہ دیتا ہے تب اسے کہا گیا کہ خوب زور سے دو آخر اس نے بانگ دی۔ جب وہ ختم کر چکا تو صاحب نے سررشتہ دار سے پوچھا کہ

نہیں کچھ تکلیف ہوئی۔ اس نے کہا کہ ہنس جلوے اصاحب نے کہا کہ ہم کو بھی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ اسے کہا کہ مہاراجہ بیچنے شکم بانگ دو تو کچھ حرج نہیں ہے۔

اب خیال کرو کہ انگریزوں کا قدم کس قدر مبارک ہے اور ان کے آنے سے کس قدر ترقیات ہوئی ہیں کتابوں کی اشاعت ہی کی طرف دیکھو کیسی ہو رہی ہے۔ ایک شخص گلے شاہ نام کہنے لگا کہ میرے مرشد ہمیشہ صحیح بخاری کی تلاش میں رہا کرتے تھے اور پنج وقت اسکے ملنے کے لئے دعا کیا کرتے تھے اور کبھی کبھی مایوس ہو کر رونے لگتے تھے اور اسقدر روتے کہ ہچکیاں بندھ جاتی تھیں اور اب یہ حال ہے کہ صحیح بخاری تین چار روپے کو مل جاتی ہے لیکن اس وقت یہ حال تھا کہ کسی ملاں کے پاس بھی اگر کوئی کتاب ہو تو بس کنز۔ قدوری۔ کافیہ تک ہی اس کی تعداد ہو سکتی ہے۔ اور اس وقت اسقدر خزانے نکل آئے ہیں کہ ان کو کوئی گن بھی نہیں سکتا۔

غرض

میں سچ کہتا ہوں کہ گورنمنٹ کا قدم ڈالنا اس سلسلہ کے لئے بطور ارہاص تھا۔ ارہاص یہ ہوتا ہے کہ اصل چیز کے ظہور سے پہلے علامات ظاہر ہوں۔ اب غور کر کے دیکھو کہ یہ کیسے صاف صاف نشان ہیں کتابوں کے ذخیرے نکل آئے ان کے چھاپنے اور شایع کرنے میں ہر قسم کی آسانیاں ہو گئیں ارکان مذہبی کے ادا کرنے میں کوئی روک اور مزاحمت نہیں کوئی بانگ اور نماز سے روک نہیں سکتا۔ یا تو وہ وقت تھا کہ گائے کے بدلے خون ہو جاتے تھے۔ مجھے معلوم ہے کہ ایک وقت سکھوں کے عہد میں محض ایک جانور کے لئے سات ہزار آدمی مارے گئے۔ اور بٹالہ کا ایک واقعہ مشہور ہے بھنڈاری جو وہاں کے رئیس ہیں ان کی حکومت تھی ایک سید نام کو دروازے میں داخل ہوا تو وہاں گائے بھینسوں کا بڑا ہجوم تھا۔ اس نے تلوار کی نوک سے ایک گائے کو ہٹایا جس کی وجہ سے اس کی دُم کے پاس ذرا سی خراش ہو گئی۔ برہمن اسے پکڑ کر لے گئے اور اس جرم میں اسکا ہاتھ کاٹ ڈالا گیا۔ اس قسم کے ظلم اور سختیاں ہوتی تھیں اب بتاؤ کہ ہم لوگ جنھوں نے اسقدر مصیبتیں اٹھائی ہیں اگر اس کا انکار کریں تو پھر خدا کا انکار کرنے والے ٹھیرینگے۔

اس وقت ایسا امن ہے کہ جو چاہے اور جس طرح چاہے عبادت کرے بانگ دے کوئی روکنے والا نہیں۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ خدا تعالیٰ کی اس نعمت (گورنمنٹ انگلشیہ) کا شکریہ ادا کریں اور اس کی قدر کریں مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں نے جیسا شکرگذاری میں حق ادا نہیں کیا امن کا حق بھی ادا نہیں کیا چاہئے تو یہ تھا کہ جب امن ہو گیا تھا تو خدا کی طرف زیادہ توجہ کرتے اور عبادت میں مشغول ہوتے مگر نماز تو درکنار بانگ تک کے روادار نہیں ہیں۔ بلکہ ناگفتنی عیبوں میں مُبتلا ہیں وہ نہیں جانتے کہ یہ امن تو اس لئے تھا کہ نیکی میں ترقی کریں مگر انھوں نے اس کا برخلاف کیا۔ یہ سچ ہے کہ امن کی حالت دو پہلو رکھتی ہے خواہ انسان نیکی میں ترقی کرے یا شراب خانے میں چلا جاوے مگر میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ مسلمانوں نے اس سے فایدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کی مگر ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ اس سے فایدہ اٹھائے ✤

حالت زمانہ ضرورت امام کی داعی ہوتی ہے

میں کہہ چکا ہوں کہ پنجاب میں یہ سلسلہ کیوں قائم ہوا؟ سکھوں کا زمانہ ایسا تھا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مکہ میں قریش کا زمانہ تھا۔ اب تک بھی کہ ان کے عہد کو گذرے پچاس ساٹھ سال ہونے کو آئے پھر بھی دوسرے ہندوؤں کی نسبت ان کی حالت وحشیانہ پائی جاتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ انسانی فطرت کا تنزل ہو گیا تھا اور قریب تھا کہ لوگ جانوروں کی سی زندگی بسر کرنے لگیں صرف دم ہی کسر باقی رہ گئی تھی مسلمانوں سے بعض کی حالت یہاں تک پہنچ گئی تھی۔ مگر انھوں نے کچھ نہ کچھ تھی اور سکھ ہو گئے تھے اس لئے یہ ملک حق رکھتا تھا کہ خدا تعالیٰ اس سلسلہ کو یہاں ہی قائم کرتا کیونکہ جو ملک زیادہ جہالت میں ہو اس کا حق ہوتا ہے کہ اس کی اصلاح ہو یہی وجہ تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عرب کا حق سب سے بڑھکر تھا کیونکہ وہاں کی حالت ایسی خراب ہو چکی تھی کہ کسی دوسری جگہ اس کی نظیر پائی نہیں جاتی تھی۔ انکی حالت ایسی وحشیانہ تھی کہ اس کو بیان کرتے ہوئے بھی شرم آجاتی ہے وہ بالکل خلیع الرسن ہو چکے تھے۔ قمارباز وہ تھے۔ شراب خوار وہ تھے۔ یتیموں کا مال مار کر کھا جاتے تھے۔ زنا کرنے میں دلیر اور بے باک تھے غرض خیانت بدزبانی اور ہر قسم کے فسق و فجور اور معصیت میں دلیر تھے۔ اس لئے ضرورت تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ہی آتے۔ جہاں نہ حقوق اللہ کی پروا کی جاتی تھی اور **حقوق العباد** کی کوئی رعایت باقی نہیں تھی جیسا کہ پہلے کل ذکر کیا تھا کہ خدا تعالیٰ نے جو یہ ذکر قرآن مجید میں کیا ہے کہ اگلے انبیاء علیہم السلام کی بعثت کے وقت ایسے ایسے خبیث موجود تھے کہ ان کی مختلف بدیاں ذکر کی ہیں اور پھر اسکے بعد یہ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت آدم سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سے جس قدر بدیاں مختلف الوقات میں پیدا ہوئیں وہ آپؐ کے وقت میں سب جمع ہو گئی تھیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ زمانہ بالطبع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت کو پکار پکار کر بیان کر رہا تھا۔ اور یہ ایک امر آپؐ کی سچائی کی دلیل ہے۔ اور یہ ایسی واضح دلیل ہے کہ اس کو ہر شخص سمجھ سکتا ہے عام طور پر سب جانتے ہیں کہ جب مثلاً کوئی بیماری درجہ کمال تک پہنچ جاوے اور وہ ایسی عالمگیر ہو جاوے کہ ہر طرف موت ہی موت نظر آنے لگے تو عادت اللہ یہی ہے کہ اس وقت کوئی نہ کوئی علاج اس کا نکل آتا ہے اور گورنمنٹ کو بھی اسکے انسداد اور علاج کی طرف خاص توجہ ہونے لگتی ہے وہ دیکھتی ہے کہ یہ کیا اندھیر ہوا کہ موت ہی موت ہونے لگی۔ اسی طرح یہ روحانی نظام ہے جب کسی ملک اور قوم کی حالت بگڑ جاتی ہے اور وہ انسانیت کے جامہ سے نکلکر وحشیانہ حالت میں آجاتی ہے اور ہر قسم کی بدیوں اور بدکاریوں میں مبتلا ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کا کوئی سامان پیدا کر دیتا ہے۔ یہ بالکل صاف بات ہے۔

پس جب عرب کی حالت ایسی خراب ہو گئی تو ضروری تھا کہ اس کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ کسی **کامل انسان** کو بھیجتا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا جو ایسے وقت آئے کہ دنیا آپ ہی کی اصلاح کے لئے پکار رہی تھی یہ خدا تعالیٰ کے رحم کا تقاضا تھا اور مسلمانوں کے لئے یہ فخر اور ناز کا مقام ہے کہ آپؐ کی بعثت کے وقت زمانہ کی حالت آپ کی سچائی کی ایک روشن دلیل ہے۔ پھر اس کے بعد آپؐ نے جو اصلاح کی وہ بھی آپ کی حقانیت کی دلیل ہے۔ کیونکہ جب ایک طبیب بیماروں میں آوے اور مختلف قسم مریض موجود ہوں کوئی طاعون میں مبتلا ہو۔ کوئی دق وسل کا شکار اور کوئی ذات الریہ اور ذات الجنب وغیرہ اور پھر وہ طبیب اپنے علاج سے اکثروں کو اچھا کر دے تو اُسکے حاذق اور علم طب جاننے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے؟ بلا تکلف ماننا پڑیگا کہ وہ کامل طبیب ہے لیکن جبکہ وہ سب ہی کو اچھا کر دے اور جو دعوے کرے اسکو پورا کر دکھائے اور ایسا کہ اس کی نظیر بھی نہ مل سکے تو پھر اسکے کمال میں کوئی شک ہی نہیں ہو سکتا اُسے راستباز اور اپنے فن میں یکتا ماننا پڑیگا۔ یہی حال آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے وہ ایسے وقت آئے کہ ضرورت پکار رہی تھی اور پھر اپنی تاثیرات سے ان تمام روحانی مریضوں کو جو اس وقت پڑے ہوئے تھے اچھا کر دیا۔ میں دیکھتا ہوں اور دعوی سے کہتا ہوں کہ وہ دلیلیں آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی ایسی جمع ہوئی ہیں کہ نہ حضرت موسیٰ کو ملیں اور نہ حضرت عیسیٰ کو (علیہما السلام) سب جانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو ایسی قوم میں آئے جو توراۃ پڑھتے تھے اور رفقیہوں فریسیوں کے تابع تھے یہ سچ ہے کہ ان میں غافل دنیادار بھی تھے لیکن پھر بھی توراۃ پڑھی جاتی تھی۔ بیت المقدس قبلہ موجود تھا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس قوم میں آئے وہ تو کسی بات کے بھی قایل نہ تھی نہ ان میں کوئی شریعت تھی اور نہ وہ کسی کتاب کے قایل اور پابند۔ بلکہ اکثر تو خدا تعالیٰ کے بھی قایل نہ تھے وہ کہتے تھے۔

ان ہی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیی وما یھلکنا الا الدھر

وہ جو کچھ سمجھتے تھے اسی دنیا کو سمجھتے تھے کہ آگے جا کر کسی نے کیا دیکھا ہے یہی دنیا ہی دنیا ہے اس آیت میں دہر کا لفظ اسی لئے بیان کیا ہے تا کہ ظاہر کیا جاوے کہ وہ دہریہ تھے۔

اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اس وقت عرب میں قریباً تمام بیہودہ اور باطل مذاہب جمع ہوئے ہوئے تھے وہ گویا ایک چھوٹا سا نقشہ تھا۔ جو گندے اور افراط تفریط کے طریق تھے وہ عملی طور پر اس میں دکھائے گئے تھے جیسے کسی ملک کا نقشہ ہو اس میں سب مقام چھوٹے چھوٹے دکھائے جاتے ہیں اسی طرح وہاں کی حالت تھی۔ یہ کیسی بڑی زبردست دلیل آپؐ کی سچائی کی ہے کہ اسی قوم اور ایسے ملک میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا جو انسانیت کے دائرہ سے نکل چکا تھا۔ میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ خواہ کیسا ہی پکا دشمن ہو اور خواہ وہ عیسائی ہو یا آریہ جب وہ ان حالات کو دیکھے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عرب کے تھے اور پھر اس تبدیلی پر نظر کریگا جو آپؐ کی تعلیم اور تاثیر سے پیدا ہوئی تو اسے بے اختیار آپؐ کی حقانیت کی شہادت دینی پڑے گی۔ موٹی سی بات ہے کہ قرآن مجید نے ان کی پہلی حالت کا تو یہ نقشہ کھینچا ہے۔

یاکلون کما تاکل الانعام

یہ تو ان کی کفر کی حالت تھی۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تاثیرات نے ان میں تبدیلی پیدا کی تو ان کی حالت یہ ہو گئی۔

یبیتون لربھم سجدا وقیاما

یعنے وہ اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے راتیں کاٹ دیتے ہیں۔

جو تبدیلی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے وحشیوں میں کی اور جس گڑھے سے نکال کر جس بلندی اور مقام تک انھیں پہنچایا اس ساری حالت کا نقشہ کو دیکھنے سے بے اختیار ہو کر انسان رو پڑتا ہے کہ کیا عظیم الشان انقلاب ہے جو آپ نے کیا۔ دنیا کی کسی تاریخ اور کسی قوم میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ یہ نری کہانی نہیں یہ واقعات ہیں جن کی سچائی کا ایک زمانہ کو اعتراف کرنا پڑا ہے۔

قرآن مجید تو ایسی کتاب ہے کہ وہ ان میں پڑھی جاتی تھی اور یہ سب باتیں اس میں درج ہیں۔ کفار سنتے تھے جہاں وہ اس کی مخالفت کے لئے ہر قسم کی کوششیں کرتے تھے اگر یہ باتیں غلط ہوتیں تو وہ آسمان سر پر اٹھا لیتے کہ یہ ہم پر اتہام اور الزام ہے۔ یہ معمولی بات نہیں بلکہ بہت ہی قابل غور مقام ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر ہزاروں ہزار دلائل ہیں لیکن یہ پہلو آپؐ کی حقانیت کے ثبوت میں ایک علمی پہلو ہے جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا اور جس دلیل کو کوئی توڑ نہیں سکتا یا تو

عربوں کی وہ حالت تھی اور یا یہ تبدیلی کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اللہ فی اصحابی

اللہ تعالیٰ کے نام سے ناواقف اور اس سے دور پڑی ہوئی قوم کو اس مقام تک پہنچا دینا کہ پھر ان کی نظر اسم اللہ سے خالی ہو جاوے یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے!

آں حضرت کی سچائی کی دلیل کہ آپ کا مذہب زندہ مذہب ہے

پھر آپؐ کی حقانیت پر ایک اور دلیل بھی عجیب تر ہے جس کی نظیر دوسرے مذاہب میں پائی نہیں جاتی۔ اور وہ **آپ کے دئے ہوئے مذہب کا زندہ مذہب ہونا ہے** زندہ مذہب وہ مذہب ہوتا ہے جس کی زندگی کے آثار ہر وقت ثابت ہوتے رہتے ہیں۔ اس کے ثمرات اور برکات اور تاثیرات کبھی مردہ نہیں ہوتے بلکہ ہر زمانہ میں تازہ بتازہ پائے جاتے ہیں۔ جو درخت خریف کے دنوں میں ٹنڈ منڈ ہو جاتے ہیں اور کوئی پھل پھول اور پتا ان کا نظر نہیں آتا بلکہ نری خشک لکڑیاں نظر آتی ہیں انھیں دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ پھلدار درخت ہے۔ لیکن جب ربیع کا موسم شروع ہوتا ہے اور خزاں کا دور ختم ہو جاتا ہے تو پھلدار درختوں کی شان الٰہی الگ ہوتی ہے ان میں پھل پھول شروع ہو جاتے ہیں جیسے یہ خریف اور ربیع کا دور جسمانی رنگ میں ہے اسی طرح پر روحانی طور پر دین میں بھی خریف اور ربیع کے دو سلسلے ہوتے ہیں۔ ایک صدی جب گذر جاتی ہے تو لوگوں میں سستی اور غفلت اور دنیا کی طرف سے لاپروائی شروع ہو جاتی ہے اور ہر قسم کی اخلاقی کمزوریاں اور عملی اور اعتقادی غلطیاں ان میں پیدا ہو جاتی ہیں یہ زمانہ غفلت اور لاپروائی کا خریف کے زمانہ سے مشابہ ہوتا ہے اسکے بعد دوسرا دور شروع ہوتا ہے اور یہ ربیع کا زمانہ ہے یہی وہ زمانہ ہے جس کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

ہر صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ ایک مجدد کو بھیج دیتا ہے جو نئے سر سے دین کو تازہ کرتا ہے

پس یہ مجدد کا اور اسلام کا تازہ بتازہ رہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی حقانیت کی دلیل ہے کیونکہ اسی سے اس مذہب کی زندگی ثابت ہوتی ہے غور کرو کہ جن باغوں کے لئے خریف ہی موجود ربیع میں وہ اپنا کوئی نمونہ نہ دکھائیں اور ان میں تازگی اور شگفتگی پیدا نہ ہو پھر وہ کیا بچینگے۔ آخر وہ تو کاٹ کر جلائے جائینگے یہی حال اس وقت دوسرے مذاہب کا ہو رہا ہے۔ انپر خزاں کا اثر تو ہو چکا مگر ربیع کا دور ان میں نہیں آتا اور خود ان کے ماننے والے تسلیم کرتے ہیں کہ ان میں وہ **برکات تاثیرات اور ثمرات** جو ایک **زندہ مذہب** میں ہونے چاہئیں نہیں ہیں تو پھر ان کی اپنی شہادت کے موجود ہوتے ہوئے کسی اور کی دلیل کی کیا حاجت ہے۔

زندہ مذہب کا مقابلہ

ہندوؤں اور عیسائیوں کے مذہب پر تو خزاں کا تصرف اور دخل ہو چکا ان میں کوئی تاثیرات اور نشانات نہیں ہیں میں علانیہ کہتا ہوں کہ ان میں **زندہ مذہب کے برکات** نہیں ہیں اگر میں جھوٹ کہتا ہوں تو میں ہر سزا کے لئے جو وہ میرے لئے تجویز کریں طیار ہوں۔ لیکن سچ یہی ہے کہ وہ روحانیت سے خالی ہیں اور

اور بالکل مرچکے ہیں انہیں زندگی سے کچھ کار بالکل نہیں۔ وہ بے حس و حرکت پڑے ہوئے ہیں اور ان مذاہب کے ماننے والے صرف ایک مردہ کو لئے ہوئے ہیں۔ کیونکہ وہ خدا جس پر کامل یقین اس سے سچا تعلق پیدا کر دیتا ہے اور جس تعلق سے پھر نجات ملتی ہے وہ ان کے نزدیک ایک **وہمی ہستی** ہے جس پر کوئی **روشن دلیل** نہیں ہے کیا کوئی ان میں ایسا شخص ہے؟ جو یہ دعوے کرے کہ میں نے خدا تعالیٰ کو خود بولتے سنا ہے؟ اس نے میری دعاؤں کا جواب دیا ہے؟ یا اس نے اپنے فضل سے غیروں میں امتیاز کے لئے کوئی **خارق عادت نشانات** مجھے دئے ہیں؟ جس سے اس میں اور اس کے غیروں میں امتیاز قائم ہو جاوے؟ اگر کوئی ایسا شخص ہے تو اس کا نشان دو اور اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر اس امر کے تسلیم کرنے میں سب طرح سے کام نہ لو کہ فی الحقیقت یہ مذہب خزاں کا نشانہ ہو چکے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی ہستی پر جیسی یہ واضح دلیل ہے کہ خود وہ اپنے بندے سے کلام کرے اور نشانات ظاہر ہوں اور کوئی دلیل اس کے مقابلہ میں نہیں آسکتی باقی صرف قیاسات ہیں۔

وید کے رو سے یہ طے شدہ امر ہے کہ اب کوئی نشان ظاہر نہیں ہو سکتا اور خدا تعالیٰ کسی سے کلام نہیں کرتا اور خواہ کوئی شخص کتنا ہی اسے پکارے اس کی پکار کا جواب اسے مل ہی نہیں سکتا۔ کبھی ایک بار خدا تعالیٰ نے کلام کیا تھا مگر اب وہ خاموش ہے۔ جب یہ اصول اور عقیدہ ہوا تو بتاؤ کہ اس مذہب والوں کو خدا تعالیٰ کے وجود پر یقین لانے کے لئے کیا تسلی ہو سکتی ہے اور اس سے وہ **یقین** کیونکر پیدا ہو سکتا ہے جس سے انسان گناہوں سے نجات حاصل کرے۔

آریوں کے عقیدہ کے موافق خدا کی ہستی پر دلیل نہیں

یہ تو سچی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کے وجود پر ایمان لانے کے لئے دلائل کی حاجت ہے اگر مصنوعات اور مخلوقات اس کے وجود پر دلائل ہیں مثلاً یہ کہ چاند سورج بطور نشان کے ہیں تو ان کے عقیدہ کے موافق اللہ تعالیٰ کی ہستی پر دلیل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ان کے مذہب کے موافق **ارواح** یعنے جیو خود بخود ہیں اور وہ انادی ہیں خدا تعالیٰ نے ان کو پیدا ہی نہیں کیا جب وہ پیدا شدہ ہی نہیں ہیں تو اپنے پیدا کرنے والے پر دلیل کس طرح ہو سکتے ہیں اسی طرح پر ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ذرات جن کو اجسام کہتے ہیں یہ بھی خود بخود ہیں پرمیشر کا صرف اتنا کام ہے کہ وہ ان کو جوڑ جاڑ دیتا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ جب وہ عظیم الشان کام خود بخود ہیں تو جوڑنے جاڑنے کے لئے اس کی کیا حاجت ہے وہ بھی خود بخود ہو جائیگا۔ اس لئے آریوں کے **عقیدہ** کے موافق پرمیشر کے وجود پر کوئی دلیل نہیں۔ اگر ان سے پوچھا جاوے کہ پرمیشر کے وجود پر کیا دلیل ہے؟ تو جواب یہی ہے کہ کوئی نہیں نہایت کار وہ یہ کہیں گے کہ وہ ارواح اور مواد کو جوڑتا جاڑتا ہے سو یہ کچی اور بیہودہ بات ہے کوئی عقلمند انسان اس کو ماننے کے لئے طیار نہیں ہو سکتا۔

اسلام ہستی باری کا کیا ثبوت دیتا ہے؟

برخلاف اس کے **اسلام** یہ سکھاتا ہے کہ کوئی چیز خود بخود نہیں خواہ وہ **ارواح یا اجسام** ہیں سب کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے ہر چیز کا **مبدء فیض اور سرچشمہ** وہی ہے۔ اس لحاظ سے اس کے مصنوعات پر نظر کر کے ہم اس کو پہچان سکتے ہیں پس یہ دلیل اگر کام دے سکتی ہے اور مفید ہو سکتی ہے تو مسلمانوں کے لئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اتنی ہی معرفت مسلمانوں کو نہیں دی بلکہ اپنی شناخت اور معرفت کے اور بہت سے نشانات ان کو دئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے۔

لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا

اور پھر فرماتا ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ

یعنے جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر اس پر انہوں نے استقامت دکھائی۔ اور کوئی مشکل اور مصیبت انہیں اس اقرار سے پھیر نہیں سکی۔ ان پر ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔ یہ بڑا بھاری طریق ہے خدا کو پہچاننے کا۔ اس سے وہ **یقین** پیدا ہوتا ہے جو انسان کو **نجات** کا وارث بنا دیتا ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کے وجود پر کامل یقین پیدا ہو جاوے تو انسان کی زندگی میں ایک **معجزنما** تبدیلی ہوتی ہے وہ **گناہ آلود** زندگی سے نکل آتا ہے اور پاکیزگی اور طہارت کا جامہ پہن لیتا ہے اور یہی نجات ہے جو اس کو گناہ سے بچا لیتی ہے اس کے ثمرات اور برکات خدا تعالیٰ پر کامل یقین اور توکل پیدا ہونے لگتے ہیں۔ اور معجزات اور نشانات مشاہدہ کرائے جاتے ہیں۔

اب چونکہ زمین و آسمان پر مدت ہائے دراز گذر گئی ہیں اس لئے ان کا وجود یقین کے لئے کافی نہیں اگر یہ کافی ہوتے تو لوگ دہریہ کیوں بنتے؟ میں یقیناً کہتا ہوں کہ دوسرے لوگ **دہریوں** کو خدا تعالیٰ کی ہستی پر قائل نہیں کر سکتے لیکن ہمارے سامنے لاؤ۔ یہ تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ مان جاویں مگر یہ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ وہ لاجواب ہو جائیں گے۔ وہ طریق جس سے ہم دہریوں اور دوسروں پر حجت قائم کرتے ہیں وہ کیا ہے؟

خدا تعالیٰ کے اقتداری نشان اور اقتداری پیشگوئیاں

اسلام پر یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور رحم ہے کہ ایک سچا مسلمان یہاں تک ترقی کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کو مکالمہ مخاطبہ نصیب ہو جاتا ہے۔ مگر یہ سب کچھ **تقویٰ** سے نصیب ہوتا ہے جہاں قرآن شریف میں تقویٰ کا ذکر کیا ہے وہاں بتایا ہے کہ ہر ایک علم (اس سے آخری علم مراد ہے زمینی اور دنیوی علم مراد نہیں) کی جڑ تقویٰ ہی ہے اور تمام نیکیوں کی جڑ بھی **تقویٰ** ہی ہے **متقی** کا خدا تعالیٰ خود متکفل ہوتا ہے اور اس کے لئے عجیب و عجیب نشان ظاہر کرتا ہے۔

* **فٹ نوٹ** — غالباً آریوں نے یہ عقیدہ اس لئے تراشا ہوگا کہ ان کے ہاں نجات دائمی تو ملتی ہی نہیں اور ان کے عقیدہ کے موافق ہر وقت سزا کے لئے گویا انسان پڑا ہوا ہے اور بحالت سزا وہ مجرم ہے اس لئے اس قابل نہیں کہ پرمیشور اس سے خطاب کرے یا اس کو شرف حضوری عطا ہو پھر اس کی کسی بات کا جواب کیوں اور اس کی دعاؤں پر توجہ کیوں؟

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آریوں کو پرمیشر کی ضرورت ہی کچھ نہیں اور اب ان کے مسئلہ پر پرمیشر کو کوئی کام ہے ایک ایسی گھڑی کو اس نے کوک لگا دی ہے جو مہاپرلے کے وقت ہی اس کو دوسری چابی کی حاجت ہوگی۔ اور اس وقت تک انہیں خاموشی سے بیٹھے رہنا ہے نعوذ باللہ فطرتی ریچھ کی طرح گذارنا ہوگا۔ بشرطیکہ اس وقت تک قویٰ خود مضمحل نہ ہو گئے ہوں۔

نتیجہ سچی بات یہی ہے کہ اسلام ہی اب زندہ مذہب ہے جو بر آن اللہ تعالیٰ ایک تازہ اور زندہ ایمان پیدا کرنے کے سامان انسان کو عطا کرتا ہے۔ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک و سلم (ایڈیٹر)

تقویٰ علوم دینیہ کی کلید ہے

قرآن شریف نے شروع میں ہی فرمایا ھدًی للمتقین پس قرآن شریف کے سمجھنے اور اس کے موافق ہدایت پانے کے لئے **تقویٰ ضروری اصل** ہے ایسا ہی دوسری جگہ فرمایا لا یمسہ الا المطہرون

دوسرے علوم میں یہ شرط نہیں۔ ریاضی۔ ہندسہ و ہیئت وغیرہ میں اس امر کی شرط نہیں کہ سیکھنے والا ضرور **متقی** اور پرہیزگار ہو بلکہ خواہ کیسا ہی فاسق و فاجر ہی ہو وہ بھی سیکھ سکتا ہے مگر **علم دین** میں خشک **منطقی** اور **فلسفی** ترقی نہیں کر سکتا اور اس پر وہ حقایق اور معارف نہیں کھل سکتے جس کا دل خراب ہے اور تقویٰ سے حصہ نہیں رکھتا اور پھر کہتا ہے کہ علوم دین اور حقایق اس کی زبان پر جاری ہوتے ہیں وہ جھوٹ بولتا ہے ہرگز ہرگز ایسے دین کے حقایق اور معارف سے حصہ نہیں ملتا بلکہ دین کے لطایف اور نکات کے لئے **متقی ہونا** شرط ہے جیسا کہ یہ فارسی شعر ہے ؎

عروس حضرت قرآں نقاب آنگہ بر دارد
کہ دار الملک معنے را کند خالی ز ہر غوغا

جب تک یہ بات پیدا نہ ہو اور دار الملک معنے خالی نہ ہو وہ غوغا کیا ہے؟ یہی فسق و فجور دنیا پسندی ہے۔ ہاں یہ جدا امر ہے کہ جور کی طرح کچھ کہلاوے تو کہدے لیکن جو **روح القدس** سے بولتے ہیں وہ بجز تقویٰ کے نہیں بولتے۔ یہ خوب یاد رکھو کہ

تقویٰ تمام دینی علوم کی کنجی ہے

انسان تقویٰ کے سوا ان کو نہیں سیکھ سکتا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا الم ذالک الکتاب لا ریب فیہ ھدًی للمتقین یہ کتاب تقویٰ کرنے والوں کو ہدایت کرتی ہے اور وہ کون ہیں الذین یؤمنون بالغیب جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ یعنے ابھی وہ خدا نظر نہیں آتا۔ اور پھر نماز کو کھڑی کرتے ہیں یعنے نماز میں ابھی پورا سرور اور ذوق پیدا نہیں ہوتا تاہم بے لطفی اور بے ذوقی اور وساوس میں ہی نماز کو قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ خرچ کرتے ہیں اور جو کچھ تجھ پر یا تجھ سے پہلے نازل کیا گیا ہے اس پر ایمان لاتے ہیں۔

یہ متقی کے ابتدائی مدارج اور صفات ہیں۔ جیسا کہ میں نے ایک مرتبہ بیان کیا تھا بظاہر یہاں اعتراض ہوتا ہے کہ جب وہ خدا پر ایمان لاتے ہیں نماز پڑھتے ہیں خرچ کرتے ہیں اور ایسا ہی خدا کی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں پھر اس کے سوا انہیں ہدایت کیا ہوگی؟ یہ تو گویا تحصیل حاصل ہوئی؟ ینفقون میں دونو باتیں داخل ہیں یعنے دوسروں کو روٹی یا کپڑا یا مال دیتا ہے۔ اور یا قویٰ خرچ کرتا ہے۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ عبادتیں اور یہ الفاظ اسی حد تک جو بیان کی گئی ہیں انسان کے کمال **سلوک اور معرفت تامہ** پر دلالت نہیں کرتے۔

اگر **ہدایت** کا انتہائی نقطہ یؤمنون بالغیب ہی تک ہو تو پھر معرفت کیا ہوئی؟ اس لئے جو شخص قرآن مجید کی ہدایت پر کاربند ہوگا وہ معرفت کے اعلیٰ مقام تک پہنچے گا اور وہ یؤمنون بالغیب سے نکلکر **مشاہدہ** کی حالت تک ترقی کرے گا گویا خدا تعالیٰ کے وجود پر **عین الیقین** کا مقام ملے گا۔

اسی طرح پر **نماز** کے متعلق ابتدائی حالت تو یہی ہوگی ...... جو یہاں بیان کی کہ وہ نماز کو کھڑی کرتے ہیں یعنے نماز گویا گری پڑتی ہے۔ گرنے سے مراد یہ ہے کہ اس میں ذوق اور لذت نہیں بے ذوقی اور وساوس کا سلسلہ ہے اس لئے اس میں وہ کشش اور جذب نہیں کہ انسان جیسے بھوک پیاس سے بے قرار ہو کر کھانے اور پانی کے لئے دوڑتا ہے اسی طرح پر نماز کے لئے دیوانہ وار دوڑے۔ لیکن جب وہ ہدایت پاتا ہے تو پھر یہ صورت نہیں رہے گی اس میں ایک ذوق پیدا ہو جائیگا وساوس کا سلسلہ ختم ہو کر **اطمینان اور سکینت** کا رنگ شروع ہوگا۔

کہتے ہیں کسی شخص کی کوئی چیز گم ہو گئی تو اس نے کہا کہ ذرا ٹھیر جاؤ **نماز** میں یاد آ جاویگی یہ نماز کاملوں کی نہیں ہوا کرتی۔ کیونکہ اس میں تو شیطان انہیں وسوسہ ڈالتا ہے لیکن جب **کامل** کا درجہ ملیگا تو ہر وقت نماز ہی میں رہیگا اور ہزاروں روپیہ کی تجارت اور معاد بھی اس میں کوئی ہرج اور روک نہیں ڈال سکتا۔ اسی طرح پر باقی جو کیفیتیں ہیں وہ نرے قال کے رنگ میں ہونگی ان میں **حالی کیفیت** پیدا ہو جائیگی اور غیب سے **شہود** پر پہنچ جاویگا۔ **یہ مراتب نرے سننے ہی کو نہیں** ہیں کہ بطور قصہ تم کو سنا دیا اور تم بھی تھوڑی دیر کے لئے سنکر خوش ہوتے۔ نہیں یہ ایک **خزانہ** ہے اس کو مت چھوڑو۔ اس کو **نکال لو** یہ تمہارے اپنے ہی گھر میں ہے اور تھوڑی سی محنت اور سعی سے اس کو پا سکتے ہو۔

ایک شخص کے پاس کنواں ہو اور وہ اس کے گھر ہی میں ہو لیکن وہ کیا بد نصیب ہے اگر اسے اس کا علم نہ ہو۔ اسی طرح اس مسلمان ہو کر ... بد نصیب ہے جس کو خدا تعالیٰ وعدہ دیتا ہے کہ میں اپنے کلام سے مشرف کرونگا۔ مگر وہ اس کی طرف توجہ نہ کرے۔ یہ خدا تعالیٰ کا بڑا فضل ہے اور اسلام سے خاص ہے کسی آریہ سے پوچھو کہ **تم وعدہ ہی دکھاؤ** تو وہ یہ بھی نہیں دکھا سکتے۔ **ماتم زدہ اور مردہ** وہ مذہب ہے جس کے الہام میں مہر لگ گئی اور ویران اور اُجڑا ہوا وہ باغ ہے جس پر خزاں کا قبضہ ہو چکا لیکن **ربیع کا اثر** اس پر نہیں ہو سکتا۔

کیسے افسوس اور تعجب کا مقام ہے کہ انسانی فطرت پر تو مہر نہ لگی اس میں تو **معرفت حقیقی** کی وہی بھوک پیاس موجود ہے لیکن **الہام** پر مہر لگا دی گئی جو معرفت الٰہی کا سرچشمہ تھا

افسوس بھوک میں غذا پھینک دی گئی اور پیاس کی حالت میں پانی لے لیا گیا

ایسا ہی عیسائی مذہب کا حال ہے۔ باوجود ہزاروں ضعف اور غربت کے ایک عاجز انسان کو خدا بنانا اور بات ہے یہ تو نری لاف زنی ہے زبان سے کہدیا لیکن ہم کہتے ہیں کہ اس کی خدائی مان کر جو فضل تم پر ہوا اور جو معرفت بڑھی ہے اسے بھی تو پیش کرو۔

یہ کیسا میزبان ہے کہ دعوت کر کے بلایا ہے اور بھوک پیاس بھی لگی ہوئی ہے یا تھ دکھلا دیتے ہیں۔

مگر نہ روٹی دیتا ہے اور نہ پانی

اس کی وجہ کیا ہے؟ وجہ یہی ہے کہ وہ **مردہ مذہب** ہیں انہیں **زندگی** کے آثار اور **زندگی** کی حس و حرکت نہیں وہ خشک ٹہنیاں ہیں ان میں اب پھل پھول نہیں نکل سکتے۔ یہ صرف **اسلام** ہی ہے جو **زندہ مذہب** ہے یہی ہے جس کا ربیع ہمیشہ آتا ہے جبکہ اسکے درخت سرسبز ہوتے ہیں اور شیریں اور لذیذ پھل دیتے ہیں۔ اسکے سوا اور کوئی مذہب یہ خوبی نہیں رکھتا اگر اس میں سے یہ خوبی نکال دی جاوے تو یہ بھی مردہ ہو جاتا مگر **نہیں** وہ زندہ مذہب ہے اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ میں اسکی زندگی کا **ثبوت** دیا ہے چنانچہ اس زمانہ میں بھی اس نے **اپنے فضل سے اس سلسلہ کو اسی لئے قائم کیا ہے تا وہ اسلام کے زندہ مذہب ہونے پر گواہ ہو اور تا خدا کی معرفت بڑھے اور اس پر ایسا**

یقین پیدا ہو جو گناہ اور زندگی کو بھسم کر جاتا ہے اور نیکی اور پاکیزگی پھیلاتا ہے

موجودہ حالت زمانہ

یہ زمانہ سخت ابتلا کا زمانہ ہے ہر قسم کے جرائم کا مجموعہ ہے ہر قسم کی ضلالت پورے جوش میں ہے۔ وہ لوگ جو **مسلمان** کہلاتے ہیں ہر قسم کے عیب اور معاصی انہی میں پائے جاتے ہیں زانی۔ شرابی۔ قمار باز۔ بددیانت اور خائن ہیں قرضہ دیا جاوے تو دیتے نہیں عہد کرتے ہیں تو توڑتے ہیں۔ دوسروں کے حقوق کو پامال کرنے اور ظلم کرنے میں دلیر ہیں۔ یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں غرض وہ کونسا عیب اور جرم ہے جو نہیں کرتے میں یقیناً کہتا ہوں کہ ان کی وہی حالت ہو رہی ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت قریش کی تھی۔ پھر اس قسم کے فسق و فجور کے ساتھ ایک اور خطرناک ابتلا دوسرے مذاہب کا ہے وہ ہر قسم کے لالچ دیکر مرتد کر لیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کئی لاکھ مسلمان عیسائی ہو چکے ہیں اب اندرونی طور پر تو مسلمانوں کی وہ حالت ہے جو میں نے ابھی بیان کی ہے اور بیرونی حالت وہ ہے جو عیسائی اور آریہ اور دوسرے مذاہب **اسلام** سے گمراہ کرنے کے لئے اپنی تدبیروں کو کام میں لا رہے ہیں اور اس طرح پر نہ اندرونی حالت کو دیکھکر آرام آتا ہے اور نہ بیرونی حالت کو دیکھکر کوئی راحت ہو سکتی ہے۔

پھر جبکہ اس حد تک **اسلام** کی حالت ہو گئی ہے تو کیا خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ کہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون بالکل غلط ہو گیا؟ کیا حق نہ تھا کہ اس وقت اس کی حفاظت کی جاتی؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ قوم پورا پورا صدمہ ذلت کا اٹھا چکی ہے اب ضروری ہے کہ اسے ربیع کا حصہ ملے اور **اسلام** کے پاک درخت کے پھل پھول نکلیں۔ سکھوں کے عہد میں **اسلام** کو جو صدمہ پہنچا ہے وہ بہت ہی ناگوار ہے۔ مساجد گرا دی گئیں۔ وحشیانہ حالت ایسی تھی کہ بانگ اور نماز تک سے روکا جاتا۔ اور شاید ہی کوئی مسلمان ایسا ہو جسے قرآن آتا ہو اپنی حالت بھی انہوں نے سکھوں کی سی بنالی کچھ پہن لئے اور موچھیں بڑھالیں اور السلام علیکم کی جگہ واہگورو جی کی فتح رہ گئی۔ یہ تو وہ حالت تھی جو سکھوں کے عہد میں ہوئی۔ اب جب امن ہوا تو فسق و فجور میں ترقی کی اور ادھر عیسائیوں نے ہر قسم کے لالچ دیکر انکو عیسائی بنانا چاہا اور ان کا وار خالی نہیں گیا۔ ہر گرجہ میں ہر شریف قوم کی لڑکیاں اور لڑکے پاؤ گے جو مرتد ہو کر انہیں مل گئے ہیں۔ وہ کیا دردناک واقعہ ہوتا ہے جب کسی شریف خاندان کی لڑکی کو پھسلا کر لے جاتے ہیں اور پھر وہ بے پردہ ہو کر پھرتی ہے اور ہر قسم کے معاصی سے حصہ لیتی ہے ان حالات کو دیکھکر ایک معمولی عقل کا آدمی بھی کہہ اٹھیگا کہ یہ زمانہ بالطبع تقاضا کرتا ہے کہ **خدا تعالیٰ لیطرف** سے وارث آوے۔ ان لوگوں کا تو ہم منہ بند نہیں کر سکتے جو کہیں کہ اسلام اور مسلمانوں کا کچھ نہیں بگڑا۔ ایسے لوگوں کے نزدیک تو اگر سب کے سب دہریہ ہو جائیں تب بھی کچھ نہیں بگڑے گا۔ لیکن سچی بات یہی ہے کہ اس وقت

اسلام خدا کی مدد کا سخت محتاج ہے

مجدد زمانہ حاضر کا میں ہوں

اور یہ کیسی خوشی کی بات ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایسے وقت میں **اسلام** کو بے مدد نہیں چھوڑا اس نے اپنے قانون کے موافق **مجھے بھیجا ہے تا میں اسے زندہ کروں** مگر تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ باوجودیکہ زمانہ کی حالت **مجدد** کی داعی تھی اور ان مولویوں سے پوچھو وہ اقرار کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ہر صدی پر ایک مجدد آئیگا لیکن جب ان سے پوچھا جاوے کہ اب بتاؤ اس صدی کا مجدد کون ہے؟ تو جواب نہیں دیتے حالانکہ ۲۴ سال صدی میں سے گذر گئے۔ اور جب میں پیش کرتا ہوں کہ **خدا نے مجھے اس صدی** کا **مجدد کرکے بھیجا ہے** تو انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ **دجال آیا**۔ اور ابھی کہتے ہیں کہ ایک نہیں بلکہ تیس دجال آنے والے ہیں۔

افسوس! باوجود اس سرگردانی کے کیا تمہارے حصہ میں دجال ہی آیا ہے۔ کیا کہیں یہ بھی لکھا ہے کہ پہلے مجدد آئینگے مگر **چودھویں صدی** پر جو سب سے زیادہ فتنوں کی صدی ہے دجال آئیگا؟ موجودہ حالت تو ڈھول بجا کر پکار رہی ہے کہ اصلاح کی ضرورت ہے مگر یہ ابھی اور فساد چاہتے ہیں یہ پکی بات ہے کہ جب زمین پر معصیت اور پاپ پھیل جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ **اصلاح** کے لئے کسی کو بھیجتا ہے اور اب وہ حالت ہو چکی تھی اس لئے اب بھی **اسی نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے**۔

حالت زمانہ کے بعد وہ نشانات ہیں جو اس سلسلہ کی سچائی کے لئے ظاہر ہوئے اور ان نشانات سے وہ نشانات مراد ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرار کئے تھے۔ اور قبل از وقت بتا دیئے تھے منجملہ انکے ایک کسوف خسوف کا نشان ہے۔ مولوی جب تک یہ نشان پورا نہیں ہوا تھا دردر کر اسی حدیث کو پڑھا کرتے تھے مولوی محمد لکھوکے والے نے اپنی کتاب احوال الآخرت میں اس نشان کو بڑے زور شور سے بیان کیا ہے کہ **مہدی** کے زمانہ میں رمضان کے مہینے میں کسوف اور خسوف ہوگا۔ **دار قطنی** کھولکر دیکھ لو کہ کیا یہ حدیث اس میں موجود ہے یا نہیں؟ لیکن جب یہ نشان پورا ہوا۔ اور نہ ایک دفعہ بلکہ دو مرتبہ ایک مرتبہ اس ملک میں ہوا۔ دوسری مرتبہ امریکہ میں ہوا۔ اس میں حکمت یہ تھی کہ تا دو مرتبہ حجت پوری ہو جاوے اور اس ملک میں اس لئے کہ چونکہ وہ ملک عیسائی مذہب کی اشاعت کرتے ہیں انپر بھی اتمام حجت ہو۔ اب بتاؤ کہ علاوہ اور بے شمار نشانات کے یہ زبردست نشان ظاہر ہوا اور اس کو پورا ہوئے بھی دس گیارہ سال گذر گئے۔ اگر حقیقی مدعی موجود نہ تھا تو پھر یہ نشان کس لئے ظاہر ہوا؟ نشان پورا ہو چکا مگر تم ابھی تک **حقیقی دعویدار** کو دجال اور واجب القتل کہے جاتے ہو؟ میرے ایک دوست نے بیان کیا کہ جب یہ نشان پورا ہوا تو ایک مولوی غلام مرتضیٰ نام نے خسوف قمر کے وقت اپنی رانوں پر ہاتھ مار مار (جیسے کوئی سیاپا کرتا ہے ایڈیٹر) کہا کہ اب دنیا گمراہ ہو گی۔ خیال تو کرو کیا وہ خدا تعالیٰ سے بڑھکر دنیا کا خیرخواہ تھا اس نے کیسی غلطی کھائی۔ اگر انصاف اور خدا ترسی ہوتی تو میرے معاملہ میں اسکے بعد خاموش ہو جاتے مگر نہیں اور بھی دلیر ہوئے۔ یہ کسوف خسوف کا نشان حدیث ہی میں بیان نہیں ہوا بلکہ قرآن مجید نے بھی اس کو بیان کیا ہے۔

پھر **قرآن** شریف میں ایک اور نشان بتایا گیا تھا کہ اس زمانہ میں **طاعون** کثرت سے پھیلیگا احادیث میں بھی یہ پیشگوئی تھی قرآن مجید میں لکھا تھا

ان من قریۃ الا نحن مھلکوھا او معذبوھا من قبل یوم القیامۃ

اور دوسری جگہ صاف طور پر بتایا گیا تھا کہ وہ ایک زمینی کیڑا ہوگا (دابۃ الارض)۔ آخری زمانہ میں بہت سے لوگ اس سے مرینگے۔ اب کوئی بتلائے کہ کیا اس نشان کے پورا ہونے میں کوئی شک و شبہ باقی رہ گیا ہے؟

پھر اس آخری زمانے کے نشانات میں بتایا گیا تھا کہ نہریں نکالی جاوینگی اور نئی آبادیاں ہونگی۔ پہاڑ چیرے جاوینگے۔ کتابوں اور اخباروں کی اشاعت ہوگی اور یہ بھی لکھا تھا واذا العشار عطلت یعنی ایک ایسی نئی سواری نکلے گی جس کی وجہ سے اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی اور ایسا ہی حدیث میں بھی فرمایا گیا تھا۔

ولیترکن القلاص فلا یسعیٰ علیہا

اب دیکھ لو کہ **ریل** کے اجراء سے یہ پیشگوئی کیسی صاف صاف پوری ہو گئی اور عنقریب جب **مکہ** تک ریل آئے گی تو اور بھی اس کا نظارہ قابل دید ہوگا جب وہاں کے اونٹ بیکار ہو جائینگے۔ مگر میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ انہوں نے

محض میرے بخل کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر بھی حملہ کیا اور آنجناب کی پیشگوئیوں کی تکذیب کی وہ ان پیشگوئیوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی ثابت ہوتی تھی میری عداوت کی وجہ سے انہیں مٹانا چاہا ہے [illegible] پیشگوئی کو کیوں پامال کر دیا؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ طاعون اور ریل کے اجرا کی پیشگوئیوں کا محض اس وجہ سے انھوں نے انکار کیا کہ ان سے میری سچائی ثابت ہوتی تھی۔ جس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی انھیں کوئی توقیر و عظمت کا پاس نہیں کیونکہ کبھی نہیں ہوا کہ [illegible] نشانات کو پامال کر دیا جاوے۔ لیکن انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان معجزات اور نشانات کو جو اس زمانہ میں ظاہر ہوئے پامال کرنے کی کوشش کی ہے!!!

جو نشانات اور معجزات آپ کے وقت میں ظاہر ہوئے [illegible] تک محدود تھے اور اس زمانہ کے لوگ [illegible] لیکن چونکہ آپ کا دامن نبوت بہت وسیع ہے اور اس زمانہ کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ معجزات رکھے تھے اور وہ ظاہر ہوئے لیکن میری مخالفت اور عداوت کی وجہ سے انھوں نے ان کو مٹانا چاہا ہے۔ ایک طرف تو آپ کی محبت اور آپ کے اتباع کا دعویٰ ہے دوسری طرف جب نشان ظاہر ہوتا ہے تو انکار کر دیتے ہیں۔

یہ تو وہ نشانات تھے جو اس زمانہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے وحی پا کر بیان کئے تھے مگر ان کے سوا نشانات کا ایک اور بھی بڑا سلسلہ ہے یعنی وہ نشانات ہیں جو خدا تعالیٰ نے میرے ہاتھ پر ظاہر کئے [illegible] ان کی تعداد بہت بڑی ہے۔

منجملہ ان کے ایک زلزلہ کی پیشگوئی ہے جو اگرچہ قرآن شریف میں [illegible] اس کی خبر دی گئی تھی لیکن خدا تعالیٰ نے مجھے بھی اس کا علم دیا جبکہ براہین احمدیہ [illegible] میں درج کر دیا اور پھر ان دنوں میں کہ [illegible] زلزلہ [illegible] الہام ہوا تھا جو انھیں ایام میں اخبارات میں شائع کر دیا گیا اور عفت الدیار محلہا ومقامہا بھی الہام ہوا تھا۔ یہ پیشگوئی [illegible] پوری ہو گئی۔ اور پھر ابھی اور زلزلوں کی پیشگوئیاں ہیں جو آنے والے ہیں منجملہ ان کے ایک بھاری زلزلہ کی پیشگوئی تھی جس پر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی چنانچہ وہ بھاری زلزلہ بھی آ گیا مگر افسوس تو یہ ہے کہ محض میری عداوت کی وجہ سے قرآن شریف کی پیشگوئی کا بھی انکار کر دیا ہے۔ ان کی ایمانی حالت ہے جو مجھ میرے تصدیق دعویٰ میں ظاہر ہو خواہ وہ قرآن مجید میں بھی موجود ہو یہ اس سے ضرور انکار کر دیتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کہ نشان پر نشان ظاہر ہو رہے ہیں یہ لوگ کہاں تک خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا مقابلہ کریں گے اور [illegible] کشتی لڑیں گے۔ جو لوگ **حقیقۃ الوحی** کو جب وہ شائع ہو گی پڑھیں گے تو انھیں معلوم ہو جاویگا کس قدر نشانات کا سلسلہ ہے میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں کہ ایک لاکھ سے بھی زیادہ نشان ظاہر ہو چکے ہیں۔ اب غور کرو کہ اگر کوئی شخص خدا کی طرف سے نہ ہو تو کیا اس کی اس قدر نصرت اور تائید ہوا کرتی ہے؟ پھر جبکہ اسے یہ بھی کہا جائے کہ وہ خدا کا دشمن اور خدا اس کا دشمن ہے۔

جس قدر مقدمات مجھ پر کئے گئے یا کرائے گئے انہیں میں سے ہی مخالفوں کو ناکامی اور نامرادی ہوئی اور خدا تعالیٰ نے مجھے ہی بامراد کیا۔ آتمارام کے سامنے یہ ناکام ہوئے جہلم میں انھیں نامرادی ہوئی۔ اور اس سے پہلے وہ شرمندہ ہوئے۔

ماسوا اس کے ایک اور بات میں پیش کرتا ہوں جو بہت ہی صاف اور بدیہی بات ہے براہین احمدیہ کے زمانہ میں جس کو ۳۲ سال کے قریب گذرے کیونکہ کتاب تالیف پہلے ہوتی ہے اور پھر طبع ہوتی ہے اس کو شائع ہوئے بھی چھبیس سال گذرے۔ اور وہ تالیف اس سے بہت پہلے ہوئی۔ اس میں اس قدر پیشگوئیاں ہیں کہ میں اس وقت ان سب کو بیان نہیں کر سکتا۔ نمونہ کے طور پر میں ایک کو بیان کرتا ہوں۔

ایک زبردست نشان جو ہر روز پورا ہوتا ہے

اس کتاب براہین احمدیہ میں اللہ تعالیٰ مجھے ایک جگہ مخاطب کر کے بطور الہام فرماتا ہے

لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین

یعنی مجھے اکیلا مت چھوڑ اور ایک جماعت بنا دے۔ پھر دوسری جگہ وعدہ دیتا ہے۔

یاتیک من کل فج عمیق

ہر طرف سے تیرے پاس وہ زر اور سامان جو مہمانوں کے لئے ضروری ہیں اللہ تعالیٰ خود مہیا کریگا اور وہ ہر ایک راہ سے تیرے پاس آئینگے اور پھر فرمایا۔

یاتون من کل فج عمیق ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس

ہر ایک طرف اور ہر ایک راہ سے تیرے پاس مہمان آئینگے اور اس قدر کثرت سے آئینگے کہ قریب ہے کہ تو ان سے تھک جاوے یا بدخلقی کرے۔ اس لئے پہلے سے بتا دیا کہ نہ تو ان سے تھکے اور نہ ان سے بدخلقی کرے۔

یہ پیشگوئیاں اس براہین احمدیہ میں موجود ہیں جن کو شائع ہوئے چھبیس سال کا عرصہ گذر رہا ہے اور جس کی تالیف پر ۳۲ سال گذرتے ہیں۔ یہ وہ کتاب ہے جو مخالفوں کے پاس بھی موجود ہے اور گورنمنٹ میں بھی بھیجی گئی اور مکہ مدینہ اور بخارا میں بھی اس کے نسخے بھیجے گئے۔ اب تو اس میں یہ الہامات درج نہیں کر دیئے گئے۔

اب غور کرو کہ جس زمانہ میں یہ پیشگوئی شائع ہوئی یا لوگوں کو بتائی گئی اس وقت کوئی شخص یہاں آتا تھا؟ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کوئی مجھے جانتا بھی نہ تھا اور کبھی سال بھر میں بھی ایک خط بھی نہ آتا تھا میں بالکل ایک گمنامی کی حالت میں پڑا ہوا تھا۔ یہ ہندو جو یہاں رہتے ہیں اور ہر ایک قسم کی مخالفت کرتے اور خباثت دکھاتے ہیں ان کو قسم دو اور یا وہ بغیر قسم ہی بتا دیں کہ ان لوگوں میں سے کوئی ہمارے پاس آتا تھا؟ یہ سب پہلے گواہ ہیں اور انھوں نے خدا تعالیٰ کے ان نشانات کو دیکھا ہے اور اب وہ چھپاتے ہیں اس طرح پر گویا سب سے پہلے جہنم کے لئے تیار ہیں۔ آریہ سماج والے ملاوامل اور شرمپت رائے* یہاں موجود ہیں [illegible] آیا جایا کرتے تھے۔ میرے ساتھ براہین احمدیہ چھپوایا کرتے اور اس کے پروف بھی انھوں نے دیکھے ہیں۔ اور جب ہم امرتسر جاتے تھے تو کسی کو معلوم بھی نہیں ہوتا تھا کہ کہاں گئے؟ اور وہاں جا کر کوئی نہیں جانتا تھا کہ کہاں رہتے؟ اب اگر وہ ایمان رکھتے ہیں اور قسم رکھتے ہیں تو وہ جواب دیں؟

---

* **نوٹ:-** لالہ ملاوامل اور لالہ شرمپت رائے کا فرض ہے کہ وہ اس **شہادت حقہ** کا اظہار کریں جو وہ زندہ موجود ہیں اور آریہ سماج کا فرض ہے کہ ان سے اس امر کی شہادت پبلک شائع کرے وہ اپنا حلفی بیان دیں اور مندرجہ ذیل سوالات کا جواب دیکر پبلک کو اپنی حق گوئی کا فائدہ پہنچائیں۔

اول۔ کیا جب براہین احمدیہ میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ پیشگوئی درج کی تم نے پڑھی تھی؟

دوم۔ کیا اس وقت **حضرت اقدس** کو فی الحقیقت قادیان کے باہر کی دنیا جانتی تھی اور وہ شہرت یافتہ انسان تھے؟

سوم۔ کیا انکے پاس لوگوں کا رجوع تھا؟ اور لوگ یہاں آتے تھے؟

چہارم۔ کیا وہ ایک گوشہ نشینی کی زندگی بسر نہ کرتے تھے؟

پنجم۔ کیا تمہاری آنکھوں نے نہیں دیکھا کہ ہزار ہا انسان قادیان میں چلے آتے ہیں اور ان کے پاس ہر قسم کے سامان مہمانوں کی مہمان نوازی کے لئے آ رہے ہیں؟

ششم۔ پھر کیا یہ پیشگوئی جیسا کہ براہین میں درج تھی پوری ہوئی یا نہیں؟

یہ مختصر سے سوالات ہیں۔ اور ان کا جواب دینا ہمارے مکرم لالہ صاحبان کا فرض ہے وہ قوم اور برادری کی خاطر سچ کو نہ چھپائیں اور مردانہ وار اس شہادت حقہ کو ادا کریں۔ وہ اگرچہ اور بھی بہت سے نشانات کے گواہ ہیں مگر صرف اس وقت اس ایک نشان بیان کی شہادت لی جاتی ہے وہ قسم کھا کر شہادت ادا کریں۔ — **ایڈیٹر**

میں سچ کہتا ہوں کہ ادنھوں نے خدا تعالیٰ کے بہت سے نشانات دیکھے ہیں اور وہ گواہ ہیں لیکن قوم اور برادری کے ڈر سے خاموش ہیں وہ کیوں اس شہادت کو ظاہر نہیں کرتے؟ یہ سچائی کا خون کرنا ہے وہ عنقریب جان لینگے کہ انکا انجام کیا ہے؟ وہ قسم کہا کر بتائیں کہ کیا یہ رجوع لوگوں کا تہا؟ کیا اسی طرح فتوحات آتی تہیں۔ اسی طرح پر خطوط آتے تہے؟ تم نے یہ عبارتیں پڑہی تہیں؟ اگر یہ سچ ہے اور تمہارے سامنے قبل از وقت ایسی حالت میں کہ کوئی مجہے جانتا ہی نہ تہا خدا تعالیٰ سے وحی پاکر میں نے خبر دی تہی اور وہ پوری ہوئی تو پہر بتاؤ کہ کیا یہ انسان کا اپنا کام ہے کہ اسطرح پر قبل از وقت خبر دے اور ایک زمانہ دراز کے بعد وہ پوری ہو جاوے؟ ایک آدمی جو گمنامی کی حالت میں ہے اسکو اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ تیرے لئے ایک زمانہ آتا ہے کہ تو عالم میں مشہور ہو جائیگا۔

فحان ان تعان و تعرف بین الناس

ایک زمانہ آئیگا کہ تیری مدد کیجائیگی اور تو لوگوں میں شناخت کیا جائیگا کیا یہ انسانی کام اور منصوبہ ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں یہ اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے کہ پہلے ایک واقعہ کی خبر دیتا ہے کیونکہ علم غیب اسی کو ہے اور یہ اسی کا خاصہ ہے اور وہ اپنے مرسلین پر ایسے ظاہر کرتا ہے۔

جب یہ بات ہے تو پہر سوچو مرکر خدا تعالیٰ کے سامنے جانا ہے اسکا کیا جواب ہے؟ کہ باوجودیکہ تم نے اپنی آنکہوں سے ان نشانات کو دیکہا اور تم ان کے گواہ ٹہرے اور سننے سنانے گواہ نہیں بلکہ رویت کے گواہ اور وہ بہی ایسے کہ دنیا بہر میں جواب نہ رکہیں یاد رکہو خدا کی حجت تم پر قائم ہو چکی ہے میں سچ کہتا ہوں سب سے زیادہ حجت تم پر قائم ہے اگرچہ ساری دنیا پر حجت ہے مگر تم پر سب سے زیادہ ہے پہر اور جو اسوقت نہ ہونے کی برابر تہا میں ایک شخص وجود تہا۔ پہر جیسے کہ خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا تہا اور جیسا کہ پہر علم دیا گیا تہا اسی طرح پورا ہونا آسان بات نہیں ہے۔ دیکھو یہ کیا بزرگ نشان ہے ایسا نشان ہے جو ہر روز تازہ بتازہ پورا ہو رہا ہے۔

یہ یاد رکہو کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل نہیں کرتا۔ وہ رحیم کریم خدا ہے لیکن جب انسان شوخی کرتا ہے تو ایسے ڈرنا چاہئیے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ ابہی قادیان میں طاعون نہیں ہوا تہا تو میں نے شائع کر دیا تہا انی احافظ کل من فی الدار پہر کیا وجہ ہے کہ ہندوں کے تو گہر خالی ہو جاویں اور میرے گہر کا چوہا بہی نہ مرے۔ میں پہر سوال کرکے کہتا ہوں کہ یہ اور اس قسم کے بہت سے نشانات یہاں کے ہندوؤں نے دیکہے ہیں جو اگرچہ سب دنیا پر حجت ہیں لیکن انپر سب سے زیادہ حجت ہے وہ مجہے اور میری جماعت کو طرح طرح کی اذیتیں دینے اور دینے کے ارادوں میں رہتے ہیں مگر وہ یاد رکہیں کہ **خدا ہے اور ضرور ہے** اور وہ بیباک اور شوخ کو سزا دے بغیر نہیں چہوڑتا۔

آخرکار میں اپنی جماعت کو **نصیحت** کرتا ہوں کہ تم دشمن کے مقابلہ پر صبر اختیار کرو۔ تم گالیاں سنکر چپ رہو گالی سے کیا نقصان ہوتا ہے گالی دینے والے کے اخلاق کا پتہ لگتا ہے میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر تم کو کوئی زدوکوب بہی کرے تب بہی صبر سے کام لو یہ یاد رکہو اگر خدا کی طرف سے ان لوگوں کے دل سخت نہ ہوتے تو وہ کیوں ایسا کرتے یہ خدا کا فضل ہے کہ ہماری جماعت **امن** جو ہے اگر وہ ہنگامہ پرداز ہوتی تو بات بات پر لڑائی ہوتی اور پہر اگر ایسے لڑنے والے ہوتے اور انمیں صبر برداشت نہ ہوتی تو پہر انمیں اور انکے غیروں میں کیا **امتیاز** ہوتا۔

ہمارا تو مذہب ہی یہ ہے کہ ہم بدی کرنے والے سے نیکی کرتے ہیں یہی گہر جو سامنے موجود ہے اس کے متعلق میرے لڑکے مرزا سلطان احمد نے مقدمہ کیا تہا۔ باوجودیکہ میرے لڑکے نے مقدمہ کیا تہا اور یہ سخت ایذا دینے والے دشمن تہے مگر میں نے کہا کہ میں اظہار نہیں دونگا۔ کیا

اسوقت مینے سلطان احمد کی رعایت کی تہی یا انکی؟ اور انہی دشمنوں کا خیال رکہا یا انکے ساتہ نیکی کی۔ یہ ایک ہی بات نہیں جب جب انکو میری مدد کی ضرورت ہوئی میں نے انکو مدد دی ہے اور دیتا رہتا ہوں جب انکو مصیبت آئی یا کوئی بیمار ہوا تو میں نے کبہی سلوک اور دوا دینے سے دریغ نہیں کیا۔ ایسی حالت میں کہ ہم انسے سلوک کرتے ہیں اور انکی سختیوں پر صبر کرتے ہیں تم انکے بدسلوکیوں کو خدا پر چہوڑ دو وہ خوب جانتا ہے اور اچہا بدلہ دینے والا ہے میں تمہیں بار بار کہتا ہوں کہ ان سے نرمی کرو اور خدا سے دعا کرو۔ مگر یہ بہی یاد رکہو کہ دعائیں منظور نہ ہونگی جب تک تم **متقی** نہ ہو اور تقوی اختیار کرو۔

تقوی کی دو قسم ہیں ایک **علم** کے متعلق دوسرا **عمل** کے متعلق **علم** کے متعلق تو میں نے بیان کر دیا کہ علوم دین نہیں آتے اور **حقائق** و معارف نہیں کہلتے جب تک متقی نہ ہو۔ اور **عمل** کے متعلق یہ ہے کہ نماز۔ روزہ اور دوسرے عبادات اسوقت تک ناقص رہتے ہیں جب تک متقی نہ ہو۔

اس بات کو بہی خوب یاد رکہو کہ خدا تعالیٰ کے **دو حکم** اول یہ کہ اسکے ساتہ کسی کو شریک نہ کرو۔ نہ اسکی ذات میں نہ صفات میں نہ عبادت میں اور دوسرے نوع انسان سے ہمدردی کرو۔ اور احسان سے یہ مراد نہیں کہ اپنے بہائیوں اور رشتہ داروں ہی سے کرو بلکہ کوئی ہو آدم زاد ہو اور خدا کی مخلوق میں کوئی بہی ہو مت خیال کرو کہ وہ **ہندو ہے یا عیسائی** میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا انصاف اپنے ہاتہ میں لیا ہے وہ نہیں چاہتا کہ تم خود کرو۔ جسقدر نرمی تم اختیار کروگے اور جسقدر فروتنی اور تواضع کروگے اللہ تعالیٰ اسیقدر تم سے خوش ہوگا۔ اپنے دشمنوں کو تم خدا کے حوالہ کرو۔ قیامت نزدیک ہے۔ تمہیں ان تکلیفوں سے جو دشمن تمہیں دیتے ہیں گہبرانا نہیں چاہئیے۔ میں دیکہتا ہوں کہ ابہی تمکو انسے بہت دکہ اٹہانا پڑیگا۔ کیونکہ جو لوگ دائرہ تہذیب سے باہر ہو جاتے ہیں انکی زبان ایسی چلتی ہے جیسے کوئی پل ٹوٹ جاوے تو ایک سیلاب پہوٹ نکلتا ہے۔ پس دیندار کو چاہئیے کہ اپنی بات کو سنبہال کر رکہے۔

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب انسان کسی کا مقابلہ کرتا ہے تو اسے کچہ نہ کچہ کہنا ہی پڑتا ہے جیسے مقدمات میں ہوتا ہے اسلئے آرام اسی میں ہے کہ تم ایسے لوگوں کا مقابلہ ہی نہ کرو سد باب کا طریق رکہو اور کسی سے جہگڑا مت کرو زبان بند رکہو گالیاں دینے والے کے پاس سے چپکے گذر جاؤ گویا سنا ہی نہیں اور ان لوگوں کی راہ اختیار کرو جنکے لئے قرآن شریف نے فرمایا ہے

واذا مرّوا باللغو مرّوا کراما

اگر یہ باتیں اختیار کرلوگے تو یقیناً یقیناً اللہ تعالیٰ کے سچے **مخلص** بن جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کو کسی رپورٹ کی حاجت نہیں وہ خود دیکہتا ہے اور سنتا ہے۔ اگر تم مومن ہو تو جو تمہارا خدا ہوتا ہے اسلئے خدا کو اپنا نمونہ دکہاؤ

اگر تمہارے نفسانی جوش اور بدزبانیاں ایسی ہی ہیں جیسے تمہارے دشمنوں کی ہیں پہر تم ہی بتاؤ کہ تم میں اور تمہارے غیروں میں کیا **فرق اور امتیاز** ہوا؟ تمہیں تو چاہئیے کہ ایسا نمونہ دکہاؤ کہ جو مخالف خود شرمندہ ہو جاوے۔ بڑا ہی عقلمند اور حکیم وہ ہے جو نیکی سے دشمن کو شرمندہ کرتا ہے۔

ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ **نرمی** اور **رفق** سے معاملہ کرو اپنی ساری مصیبتیں اور بلائیں خدا تعالیٰ پر چہوڑ دو۔ یقیناً سمجہو اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ کسی شخص کے شرارت پر صبر کرتا ہے اور خدا پر اسے چہوڑتا ہے تو خدا اسے ضائع نہیں کریگا (باقی دیکہو صفحہ ۱۱ کالم ۲)

خطبہ مشرح

[جس کا خلاصہ بروز جمعہ تاریخ ۱۱ جنوری ۱۹۰۷ء کو مسجد مبارک میں جو مولوی محمد احسن فاضل امروہی نے پڑھا بعد خطبہ ماثورہ کے آیت ذیل پڑھی]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدا ومصلیا

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔ وقال رجل مومن من ال فرعون یکتم ایمانہ اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات وان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب ۔

یہ آیت پارہ ۲۴ سورہ مومن میں ہے اللہ تعالیٰ کو اس مومن آل فرعون کا استدلال مندرجہ آیت جو حقیت نبوت حضرت موسیٰ پر اُس نے کیا ہے ایسا پسند آیا کہ اُس کو اس سورہ میں معہ دیگر اُس کی نصائح اور پند کے درج کیا ہے اور سورہ کا نام بھی سورہ مومن رکھا گیا جو قیامت تک یہ استدلال اُس کا تلاوت کیا جاویگا اور فی الحقیقت یہ استدلال ایک ایسا عظیم الشان استدلال ہے کہ مخالف اگرچہ فرعون جیسا ہی کیوں نہ ہو اس میں کسی طرح کا نقض یا معارضہ نہیں کر سکتا اور خود فرعون بھی اس دلیل کا کچھ بھی معارضہ نہیں کر سکا اور اُسکو اسکے جواب میں یہی کہنا پڑا کہ میری جو رائے موسیٰ کے قتل کے باب میں ہے وہی صواب ہے اور کوئی دلیل اس اپنے دعوے پر فرعون قائم نہیں کر سکا قال فرعون ما اریکم الا ما اریٰ یعنے فرعون نے اُس کی دلیل کا یہ جواب دیا کہ جو میری رائے موسیٰ کے قتل کے بارہ میں ہے وہی میں تمکو سمجھاتا ہوں اور یہی سیدھی اور درست راہ ہے پس جبکہ یہ ایسی دلیل ہے تو ہم کو خوب تدبر کر کر یاد کر لینی چاہیئے کیونکہ اگر تدبر نہ کیا جاوے تو بظاہر اس دلیل میں ایک شبہ بھی پیدا ہوتا ہے جس کا ازالہ و بیان ہم آگے کرینگے اول واسطے زیادتی بصیرت کے بینات کو سمجھ لینا چاہیئے واضح ہو کہ بینات جمع بینہ کی ہے اور بینہ ایسی روشن حجت کو کہتے ہیں جس میں کسی طرح کا شک و شبہ باقی نہ رہے ماموری من اللہ کو جو یہ بینات اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت ہوتے ہیں اُنکی تین قسمیں ہو سکتی ہیں اول قسم وہ بینات ہیں جو کسی دعوے پر نقلی دلائل ایسی قطعی ہوں جو عقلی دلائل سے بھی موید ہوں پس جبکہ ادلہ نقلیہ اور عقلیہ کا باہم تظاہر ہو جاوے تو اُسکے تسلیم کرنے میں کونسی حالت منتظرہ باقی رہ سکتی ہے اس لئے اُسکو بینہ یعنے روشن حجت کہا جاتا ہے ۔

دوسری قسم ان بینات کی وہ پیشین گوئیاں ہیں جو انبیاے ماضیین نے کسی مامور من اللہ کی نسبت پہلی کتابوں میں بیان فرمائی ہوں اور وہ پیشین گوئیاں اُس مامور کے حق میں مطابق آگئی ہوں چونکہ واقعات کا کوئی اہل عقل انکار نہیں کر سکتا لہٰذا جبکہ اُن واقعات کا اُن پیشین گوئیوں کے ساتھ تطابق ہو گیا ہو تو اندریں صورت بھی انکار کرنے کا کوئی موقعہ باقی نہیں رہ سکتا کیونکہ وہ پیشین گوئیاں جو پہلی کتابوں میں انبیا کی طرف سے لکھی گئی تھیں اُن کا منجانب اللہ ہونا ضروری ہے کیونکہ آئندہ زمانوں کے واقعات کی خبر دینا حتماً و جزماً انسانی طاقت سے باہر ہے فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول کا یہ بین تطابق واقعات کا اُن پیشگوئیوں

کے ساتھ بالضرور حجت روشن ہے اور اسکو بینہ کہتے ہیں ۔

تیسری قسم بینات کی وہ خوارق عادات اور معجزات ہیں جو خود اُس مدعی مامور من اللہ کے ہاتھ پر صادر ہوں جن کا مقابلہ اُس کے مخالفین نہ کر سکیں ۔ یہ معجزات بھی بینات ہی ہیں کیونکہ تمام شرائع میں خصوصاً شریعت اسلام میں یہ امر ایک ثابت شدہ صداقت ہے کہ مفتری کے ہاتھ پر نہ معجزات اور خوارق عادات صادر ہو سکتے ہیں اور نہ اُس کے لئے تائید الٰہی اور اپنی مرادات میں کامیابی حاصل ہو سکتی ہے پس ان خوارق عادات یا الہامات کو جو پورے ہوتے ہوئے دیکھ لیا جاوے تو ان خوارق کو بھی بینات کہتے ہیں جس مامور من اللہ میں یہ تینوں قسم کے بینات جمع ہو جاویں تو پھر وہ مدعی مامور من اللہ خود مجسم بینہ ہو جاتا ہے جیسا کہ ہمارے حضرت رسول مقبول صلعم یا اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود ہیں اور یہ بھی واضح ہو کہ جو مکذب باوجود مشاہدہ کرنے ان بینات کے بھی اُس مامور من اللہ کو تسلیم نہ کرے تو وہ ایک حیثیت سے مشرک ہے اور یہ تکذیب اُس کی شرک میں داخل ہے کیونکہ جبکہ یہ امر ثابت شدہ صداقت ہے کہ معجزہ فعل الٰہی ہوتا ہے نہ فعل عبد کا تو جو شخص باوجود ان بینات کے نہیں مانتا تو یہ تکذیب اُس کی منجر اس امر کی طرف ہو جاتی ہے کہ ان بینات کا صادر کرنے والا کوئی دوسرا غالب خدا ہوگا ورنہ کونسی وجہ ہے کہ ایک مفتری علی اللہ کے ہاتھ پر بینات صادر ہوتے چلے جاویں جو فعل الٰہی کہلاویں تو گویا مکذب کے نزدیک کوئی دوسرا خدا غالب ہے جو مدعی کاذب کے ہاتھ پر معجزات صادر کراتا ہے ونعوذ باللہ منہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ جس کے صفات حمیدہ قرآن مجید میں مذکور ہیں اُس نے تو قطعی طور پر فرمادیا ہے کہ میں مفتری علی اللہ کو کامیاب نہیں کروں گا بلکہ اُس کو خائب اور خاسر کرونگا اب جو مفتری علی اللہ کامیاب ہوتا جاوے اور بینات بھی اُس کے ہاتھ پر صادر ہوتے رہیں تو مکذب کے نزدیک کوئی دوسرا خدا غالب ہے جو اُسکے ہاتھ پر بینات صادر کرا رہا ہے پس ایسا مکذب علاوہ ارتکاب کفر و انکار کے مرتکب شرک کا بھی ہے اب ہم کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم اور مسیح محمدی میں بلحاظ ان تینوں قسم کے بینات کے فرق یہ ہے کہ پہلے مسیح میں ہم دوسری قسم کے بینات موجود نہیں پاتے اور مسیح محمدی میں تینوں قسم کے بینات موجود ہیں مختصر بیان اُس کا یہ ہے کہ پہلے مسیح ابن مریم کے لئے کتب موسیٰ میں کوئی پیشین گوئی موجود نہیں عیسائی جو بعض پیشین گوئیوں کو حضرت ابن مریم پر لگاتے ہیں وہ اُن پر صادق نہیں آتیں مثلاً سفر استثنا فصل ۱۸ کی پیشین گوئی جو حضرت مسیح بن مریم کے لئے اپنے زعم میں ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ کسی طرح سے اُن پر صادق نہیں آسکتی جیسا کہ ہم نے ریویو جلد ۵ میں دلیل حقیت اسلام نمبر اول میں مشرحاً لکھدیا ہے علاوہ اسکے یہ کہ مسیح ابن مریم خود اس پیشین گوئی کو اپنے حق میں ہونے کے نفی کرتی ہیں دیکھو فصل ۱۲ یوحنا کے درس ۴۸ کو پھر پولوس بھی اس امر کا انکار کرتا ہے چنانچہ نامہ عبرانیوں فصل ۷ میں پولوس کہتا ہے کہ ظاہر ہے ہمارا خداوند یہوداہ سے نکلا اور اس فرقے کے حق میں موسیٰ نے کہانت کی بابت کچھ نہ کہا ۔ اب ہم عہد عتیق کی آخری کتاب یعنے ملاکی نبی کی آخری باب سے یہ دعوے یعنے ابن مریم کی پیشین گوئی بیبل میں موجود نہ ہونا ثابت کرنا چاہتے ہیں خوب غور کرو (۵) دیکھو

خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے بیشتر بن الیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا۔ اس ورس کو جو درباره مسیح بن مریم قرار دیا گیا ہے اس کا ثبوت بحق ابن مریم بہت مشکل ہے کیونکہ اگر وہ دن بزرگ اور ہولناک ایام ابن مریم کے قرار دئے جاویں تو فرمائیے کہ اُن ایام میں کونسی بزرگی اور ہولناکی واقع ہوئی جبکہ خود مسیح فرماتے ہیں۔ وہ جو مجھے رد کرتا ہے اور میری باتوں کو قبول نہیں کرتا اُس کے لئے ایک حکم کرنے والا ہے کلام جو میں نے کہا ہے وہی اُس کو پچھلے دن گنہگار ٹھہرائیگا یوحنا ۱۲ باب ۴۸۔ اس ورس کے حاشیہ میں استثنا ۱۸ باب ۱۹ کا حوالہ بھی دیا گیا ہے جو بحق خاتم النبیین ہے جیسا کہ ہم نے پہلے اول حقیت اسلام میں بیان کیا ہے پس جبکہ خود مسیح ابن مریم مذ ورس ۱۹ باب ۱۸ استثنا کو بحق حضرت خاتم النبیین جو پچھلے دن میں تکلم کرنے والا ہے قرار دیتے ہیں تو پھر ہم اس بزرگ دن کو جو ملاکی نبی کی کتاب میں ہے یہی پچھلا دن جو کہ بسبب انذار ابن مریم کے بحق خاتم النبیین ہی کیوں کر نہ قرار دیویں پس ثابت ہوا کہ پیشین گوئی جو ملاکی نبی کی کتاب کے چوتھے باب میں ہے مسیح بن مریم کے حق میں ثابت ہونی بہت دشوار ہے اور پھر باب بیس اعمال حواریوں ہے سے بطور یہ ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ پیشین گوئی سفر استثنا باب ۱۸ بحق مسیح بن مریم ثابت نہیں ہو سکتی ہے اور نہ ملاکی نبی کی کتاب کی پیشین گوئی بحق مسیح ابن مریم ثابت ہو سکتی ہے۔ پس چونکہ ملاکی نبی کی کتاب آخری کتاب ہے تو جبکہ اس کی پیشین گوئی کا یہ حال ہے تو پھر پہلی کتابوں کو اسی پر قیاس کر لو سہ قیاس کن ز گلستان من بہار مرا۔ ہاں ہم مسیح بن مریم کو نبی برحق مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کا مصداق بالضرور مانتے ہیں مگر بطور مقدمۃ الجیش کے آنحضرت صلعم کے لئے مبشر ہو کر آئی سے مسیح از مقدم او مژده گوئی۔ کلیم از شعل او شعلہ جوئی۔ اور عیسائیوں پر یہ ایک بڑا احسان قرآن مجید کا ہے کہ مسیح بن مریم کو بھی اُس نے نبی برحق ثابت کیا ورنہ مطابق انجیل کے تو ان کی نبوۃ کی نسبت بھی سخت اشتباہیں آتی ہیں اور یہود کو بھی وہ سخت اشتباہیں آئی مثلاً اُن کے اعتقاد میں تھا کہ مسیح نسل داؤد سے ہوگا تو اس اعتقاد کی نسبت یہ بعکس القضیہ واقع ہوا کہ مسیح ابن مریم کے باپ ہی ندارد ہیں جس سے ثبوت نسب کا داؤد سے ہونا دشوار ہوا۔ **دوسرا اعتقاد** اُن کا یہ تھا کہ الیاس نبی مسیح سے پہلے آویگا اُس کا یہ حال کہ خود الیاس ابتک نہیں آئے بلکہ اُن کا مثیل آیا۔۔۔

الحاصل مومن آل فرعون نے فرعون کی رائے کے معارضہ میں یہ استدلال مندرجہ آیت بیان کیا ہے جو اپنے ایمان کو اولاً برعایت مصلحت پوشیده رکھتا تھا اس مومن آل فرعون کو تفاسیر کبیر وغیرہ میں لکھا ہے کہ فرعون کا بھتیجا تھا اور نیز ولی عہد بھی تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اُس کو بلفظ رجل منوین تعظیم کے ساتھ تعبیر فرمایا کیونکہ تنوین اس میں تعظیم کے لئے ہے جس کا ترجمہ ایک بڑا مرد ہے یہ کتمان ایمان اُس کا ایک مصلحت دینی پر بھی مبنی تھا اور وہ مصلحت یہ تھی کہ درصورت کتمان کے میری نصیحت اور جو استدلال اثبات حقیت نبوت موسیٰ پر کروں گا اُس کا اثر فرعون اور فرعونیوں پر زیادہ تر ہوگا اور آل فرعون میری طرف کسی طرح وہم و گمان جانب داری موسیٰ کا نکرینگی ولنعم ما قیل سہ خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں گفتہ آید در حدیث دیگراں ہمارے ناظرین بڑی عبرت کا مقام ہے کہ فارعون تو حضرت موسیٰ کی خاص قوم میں سے ایک رشتہ دار قریب تھا جو حضرت موسیٰ سے مرتد ہو کر تباہ و غارت ہوا اور یہ مومن خاص خاندان فرعون سے تھا جس کا ایمان ایسا کامل تھا کہ اللہ تعالیٰ نے پسند فرما کر قرآن مجید میں اُس کا ذکر فرمایا ولنعم ما قیل سہ حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از شام۔ ز خاک مکہ ابو جہل ایں چہ بوالعجبی است الحاصل وہ مومن کہتا ہے کہ تم ایسے آدمی کو کیوں قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب وہی اللہ ہے جو تمام آسمانوں اور زمینوں اور ما فیہما کا رب ہے اور ایسے معجزات اور بینات اُسے تمہارے رب کی طرف سے لایا ہے جن کا معارضہ تم سے نہیں ہو سکا پس اس سے ثابت ہے کہ اُسی کے رب نے اُس کے دعوے کی تصدیق ان بینات سے کر دی ہے ورنہ بینات کے ساتھ اُس کی تائید کیوں کی جاتی اس بیان سے وہ شبہ بھی زائل ہو گیا جو بظاہر وارد ہوتا تھا وہ شبہ یہ ہے کہ اس استدلال سے ہر ایک زندیق اور ملحد کی تصدیق کی جا سکتی ہے کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو وبال اُس کے کذب کا اُسی پر پڑے گا اور اگر سچا ہے تو بعض وہ امور انذاریہ جن کا وعدہ کرتا ہے مخالفین کو پہنچ رہینگے لیکن ہم کو اُسکے ماننے میں کوئی ہرج نہیں ہو سکتا ازالہ اس شبہ کا یہی ہے کہ درصورت کاذب ہونے مدعی کے اُس کے ہاتھ پر بینات ہرگز ہرگز صادر نہیں ہو سکتی اور یہ جملہ شرطیہ کہ ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ جو فرمایا گیا ہے وہ بطور فرض محال کے ہے جیسا کہ قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین اور یہ شق جو اس مومن آل فرعون نے بیان کی ہے وہ صرف اتماماً للحجۃ مخالف کے رعایت کر کر ذکر کی ہے تاکہ مخالف کو کسی طرح کی گنجائش کلام کرنے کی باقی نہ رہے ورنہ یہ امر تو شرعاً ممکن ہی نہیں کہ کوئی مدعی جو مفتری علی اللہ بھی ہو لیکن اللہ تعالیٰ اُس مفتری کی تائیدات بینات سے فرماتا رہے حاشا وکلا بلکہ ایسی تکذیب کی صورت میں تو مکذب کا شرک لازم آتا ہے جیسا کہ پہلے ہم بیان کر چکے اور یہ جو فرمایا گیا کہ بعض وعیدات تو بالضرور پورے ہو کر رہینگے اور کل وعیدات کو نہ فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ وعید میں عفو بھی جائز ہے لیکن بعض وعیدوں کا وقوع ضرور ہے اور اگر بعض وعید بھی درصورت مدعی کے صادق ہونے کے واقع نہ ہو ویں تو پھر تو اُس کی رسالت ہی لغو ہو جاوے گی پس اُس کو رسول کر کر کیوں مبعوث فرمایا یہ قضیہ جزئیہ کہ بعض وعید اس کے مخالف کے حق میں پورے ہو جاوینگے درصورت صدق ہر ایک مخالف کو واجب التسلیم ہے اور برعایت مخالف کے ہی یہ قضیہ جزئیہ بیان کیا گیا ہے تاکہ کسی طرح گنجائش گفتگو کی مخالف کے لئے باقی نہ رہے غرضکہ ایسے مدعی کی تصدیق میں مصدق کا کوئی ہرج نہیں ہے کیا اللہ تعالیٰ جو رحمن و رحیم ہے اور جس نے اسی آیت کے آگے فرمایا ہے وما اللہ یرید ظلماً للعباد یعنی اللہ تعالیٰ ظلم کا ارادہ تک نہیں کرتا چہ جائیکہ ظلم کرے وہ رحمن رحیم اس ہمارے عذر کو کیا قبول نفرمادیگا کہ اس مدعی کی تصدیق تو خود تو نے ہی کر دی تھی۔ اس سے ہم تیری بندہ معذور تھی کیونکہ تو نے ہی اس مدعی کی تصدیق کامل طور پر فرما دی تھی کہ بینات اُس کے ہاتھ پر صادر تیری طرف سے ہوتے تھے پھر ہمارا کیا قصور ہے جبکہ تو نے تصدیق کر دی ہم کیونکر اس کی تصدیق نہ کرتے غرضکہ ایسے مدعی کی تصدیق میں جسکے ہاتھ پر بینات صادر ہوں مصدق کا

کوئی ہرج دینی یا دنیوی نہیں ہوسکتا ہے اور سلامتی اُس کی تصدیق ہی میں ہے اور سراسر خوف اُس کی تکذیب میں ہے فدفع الشبھۃ چونکہ آں حضرت صلعم کی نسبت بینات کا صدور کالشمس فی نصف النہار ثابت ہے اس لئے اُن کا بیان کرنا اس مختصر مضمون میں ہم ملتوی کرتے ہیں ہاں بطور اختصار و اجمال کے مسیح موعود کے ہاتھ پر جو بینات صادر ہوتے ہیں مجملاً اُن کا پتا بتلائے دیتے ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود کے ثبوت میں آنحضرت صلعم کی ہی حقیقت نبوت ثابت ہوجاوے گی۔ واضح ہو کہ دلیل حقیقت الاسلام مندرجہ ریویو والے جلد ۵ میں ہم ثابت کرچکے ہیں کہ مسیح محمدی جو اس وقت چودھویں صدی میں مبعوث منجانب اللہ ہوا ہے اُس کی حقیقت بخوبی کتب بلکہ خصوصاً کتاب اعمال باب تین سے ثابت ہوچکی ہے فلیرجع الیہ اب ہم دیکھتے ہیں مسیح موعود کے دعاوی کے بینات کو اولاً اصل دعوے اُس کا تو یہ ہے کہ مسیح بن مریم کی وفات ہوگئی ہے۔ دوسرا اصل دعوے اُس کا یہ ہے کہ مسیح موعود میں ہوں باقی دعاوی انھیں دونوں دعووں کے لئے مالہ وما علیہ ہیں جو بمنزلہ فروعات کے ہیں اب نظر کرو کہ نصوص قرآنیہ اول دعوے کی حقیقت کو بخوبی ثابت کر رہی ہیں جیسا کہ فلما توفیتنی الآیہ اور وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وغیرہ وغیرہ قرآنی آیات جن سے استدلال اور اُس کی تفسیر و شرح ہمارے رسایل اور کتب میں مذکور ہیں اور دوسرے دعوے کے ثبوت کے لئے آیت استخلاف جس میں کما استخلف الذین من قبلھم ہی موجود ہے اور لفظ منکم بھی موجود ہے اس کی تفصیل و شرح بھی ہمارے رسائل مثل ازالۃ الاوہام وغیرہ میں ملاحظہ کرنے چاہئیں اور احادیث صحاح مثل اماکم منکم وحدیث معراج جس میں آں حضرت صلعم کی رویت مذکور ہے کہ عیسے بن مریم کو آپ نے یحیی متوفی کے پاس دیکھا اور جیسا کہ یحیی اور دیگر انبیاء سے آپ کی ملاقات ہوئی اسی طرح عیسے بن مریم سے ہوئی اس کی تفصیل اور شرح کرنے کی اس مختصر مضمون میں ضرورت نہیں اس لئے کہ اس بارہ میں رسائل اور کتب مطبوعہ تمام دنیا میں شایع ہوچکی ہیں یہ بینات تو ایک طرف ہیں بعد ان کے اور صدہا بینات بھی موجود ہیں مثلاً وہ الہامات اور پیشین گوئیاں جو مدت ۲۶ سال سے مطبوع ہوکر تمام دنیا میں شایع ہوچکی تھیں اُن کو پورا ہوتے ہوئے ہم دیکھ رہے ہیں مثلاً فحان ان تعان وتعرف بین الناس یاتیک من کل فج عمیق اور یاتون من کل فج عمیق وغیرہ وغیرہ جن کی تعداد صدہا تک پہنچ چکی ہے۔ پھر وہ پیشین گوئیاں مخبر صادق صلعم کی جو متعلق علامات مہدی و مسیح کی تھیں وہ بھی اس مسیح موعود کی تصدیق کے لئے واقع ہوچکیں جیسا کہ کسوف و خسوف ماہ رمضان ۱۳۱۱ سنہ ہجری اور طلوع ستارہ ذوالسنین وغیرہ وغیرہ جن کی تفصیل کو بھی ہمارے رسائل متکفل ہیں ان بینات کے علاوہ وہ مباہلات بھی ہیں جو کسکے مخالفین نے کئے اور اول مباہلات میں مخالفین کی نوبت ذلت و رسوائی سے لیکر ہلاکت تک پہنچ چکی ہے جن کی شمار بہت کثرت سے ہے اس مضمون مختصر میں کب گنجایش ہے کہ ان سب کو لکھا جاوے اسی ماہ جنوری ۱۹۰۸ء سنہ میں جو آخری شخص سعد اللہ ہے وہ کیونکر ہلاک ہوا جو سخت بدزبان بادب دشنام کرنے والا تھا اُس کی ہلاکت کی نسبت ایک قصیدہ انجام آتھم میں لکھا ہوا مطبوعہ موجود ہے جس کی طبع کو مدت تخمیناً دس برس کی منقضی ہوگئی اُس قصیدہ کا ایک شعر یہ ہے سہ آذیتنی خبثا فلست بصادق - ان لم تمت بالخزی یا ابن بغاء ۔۔۔۔۔۔ تونے مجھکو از راہ اپنی خبث طبیعت کے بہت

ابذادی ہے اگر تو رسوائی کے ساتھ نہ مرا تو میں صادق نہیں اسی حد سے تجاوز کرنے والے بدزبانی میں اس سے بھی پہلے کا الہام اُس کی نسبت انوار الاسلام میں ان شانئک ھو الابتر موجود ہے اور اس شخص کا ابتر ہونا اب پر خصوصاً اہالی لدھیانہ پر ظاہر و باہر ہے پس جبکہ یہ تمام قسم کے بینات اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس مسیح موعود کی تصدیق کے لئے پائے جاتے ہیں تو اہل علم مخالفین سے استفسار ہے کہ اب اس کی تصدیق کے لئے کون سی حالت منتظرہ باقی ہے اتنی مدت دراز کا ہوگیا ہے اور اس کے دعاوی کی حقیقت کالشمس فی النصف النہار کی نوبت پہنچ گئی پھر فرمائیے کہ کیا قد تبین الرشد من الغی کا زمانہ ابھی تک نہیں آیا اندریں صورت التماس ہے کہ علمای مخالفین کو چاہیئے کہ کوئی معیار شرعی جس سے صادق اور مفتری علی اللہ میں بخوبی تمیز حاصل ہوسکے ضرور بالضرور مقرر فرما دیویں تاکہ اُس کے بموجب اس مدعی کا صدق جانچا جاوے اس استدلال مندرجہ آیت سے تو ہم پر فرض اور واجب ہوگیا ہے کہ بالضرور تصدیق کی جاوے ورنہ سب علما کو چاہیئے کہ اتفاق کرکر اس آیت کو ہی قرآن مجید سے نکال ڈالیں وانی لھم ذلک اور یہ آیت ہم نے اس لئے بھی پیش کی ہے کہ مسیح موعود کے الہامات میں اُس کا مثل موسے ہونا بھی آگیا ہے اور مومن آل فرعون نے بھی حقیقت نبوت موسے ہی پر یہ استدلال کیا تھا اور نیز الہامات میں بعض مخالفین کا فرعون اور ہامان کیا تھ مثیل ہونا بھی مذکور ہے فاعتبروا یا اولی الابصار یاد کرو وہ الہامات کہ مدت سے شایع ہوچکی ہیں انت فیھم بمنزلۃ موسی۔ ایضا یاتی علیک زمن کزمن موسی اور ہر فرعون وغیرہ کی نسبت تدبر کرو آیات ذیل میں فاوقد لی یا ہامان علی الطین فاجعل لی صرحا لعلی اطلع - علی الہ موسی وانی لاظنہ من الکاذبین ترجمہ یعنے فرعون نے کہا کہ اے ہامان ہمارے لئے مٹی کو آگ لگا کر پکا (یعنے اینٹیں پکا کرنا) اور میرے لئے ایک پکا محل اونچا بنوا تاکہ میں موسی کے خدا کو جھانکوں اور میں تو موسی کو اس دعوے میں جھوٹا سمجھتا ہوں۔ مراد فرعون کی اس اونچے محل کے بنوانے سے یہ ہوگی کہ موسی جو الہامات آسمانی بیان کرتا ہے میں بھی اُسکے مقابل میں ایک محل رصدی بناتا ہوں تاکہ بذریعہ رصد کے میں بھی پیشین گوئیاں مثل موسی کے کرونگا اور چونکہ موسی کے پاس نہ آلات رصد ہیں اور نہ اس اونچا محل رصدی ہے پس میرے مقابلہ میں موسے جھوٹا ہوجاویگا ہم نے اُس محل کو محل رصدی اس لئے کہا کہ دوسری جگہ یہ یوں ارشاد ہوا ہے کہ وقال فرعون یا ہامان ابن لی صرحا لعلی ابلغ الاسباب اسباب السموات فاطلع علی الہ موسی وانی لاظنہ کاذبا اسباب سموات سے مراد یہی ہے کہ ستاروں کی گردش اور ان کی اوضاع وتاثیرات سے جو حادثات دنیا میں واقع ہوتے ہیں بذریعہ آلات اور محل رصدی کے مجھکو بھی پیشتر سے اطلاع ہوسکتی ہے اور موسی کے پاس نہ آلات رصدی ہیں اور نہ محل رصدی ہے اس لئے میں موسی پر غالب ہوجاؤنگا اب دیکھو یہاں پر بھی آتش تکفیر کو مشتعل کرکر ایک بڑا محل تکفیر کا بنوایا گیا تھا جس سے فرعون چاہتا تھا کہ تمام الہامات سماوی کو اپنی ان ہی اسباب شبہات سے ایسا ضایع کردیوے کہ اُس کا بطلان سب کو ظاہر و باہر ہوجاوے اور صرح کے معنوں میں ہی ایک نوع کا ظہور اور وضوح پایا جاتا ہے اس تکفیر نامہ کو اس صرح فرعون کے ساتھ بڑی مناسبت ہے ۔۔۔ کیونکہ پشاور سے لیکر کلکتہ وغیرہ تک اس تکفیر کا اظہار ہوا اور طرفہ

مثل صرح فرعون کے بنی گئی تھی لیکن اس کا نتیجہ کیا ہوا وہی جو فرعون کو حاصل ہوا تھا۔ کما قال اللہ تعالےٰ وما کید فرعون الا فی تباب۔ ایضاً قال اللہ تعالےٰ ونری فرعون وہامان وجنودہما منہم ما کانوا یحذرون۔ یعنے دکھلا دیں گے ہم فرعون اور ہامان کو اور اُن کے لشکروں کو موسیٰ کی قوم کی طرف سے اُن کی اُن ناکامیوں کو جس سے وہ ڈرتی تھی فرعون موسے کا یہ بھی مقولہ تھا کہ انی اخاف ان یبدل دینکم او ان یظہر فی الارض الفساد یہاں پر بھی فرعون مخالف کا یہی مقولہ تھا فاعتبروا یا اولی الابصار۔ فرعون کا مقولہ تھا کہ الم نربک فینا ولیدا ولبثت فینا من عمرک سنین کیا ہم نے تجھکو پرورش نہ کیا تھا اور آخر یہ کہ تو بچہ تھا اور اپنی عمر کے سالوں میں سے کئی سال ہمارے پاس رہا تھا۔ یہاں پر بھی ایسا ہی مقولہ تھا کہ اسے موسیٰ بیٹے ہی تجھکو اونچا کیا تھا اور میں ہی تجھکو گراؤں گا اور بسبب ہم صحبتی کے برسوں مجالست رہی ہے جس قدر میں واقف ہوں دوسرا اور کوئی شخص واقف نہیں ہے اور موسیٰ کے قارون کا یہ مقولہ تھا کہ انما اوتیتہ علی علم عندی۔ یہاں پر بھی اپنی علوم اپنے پر بڑے بڑے گھمنڈ تھے غرضکہ کہاں تک وہ مناسبتیں اور اوصاف مفصل بیان کیجاویں جو حضرت موسیٰ اور اس مسیح موعود میں ہیں اسے مومن آل فرعون ایک اور دلیل بین بیان فرماتا ہے جو دو دھاری تلوار ہے کہ موسیٰ کی بھی اُس سے حقیقت ثابت ہوتی ہے اور فرعون کا بطلان بھی ثبوت کو پہنچتا ہے۔ کیونکہ وہ کہتا ہے کہ بیشک اللہ تعالےٰ حد سے تجاوز کرنے والے کو جو جھوٹا ہو ... ہدایت نہیں کیا کرتا ... ٭ ... اور رسالت الٰہی کا افترا اللہ تعالےٰ پر نہ کرے وہ کبھی منزل مقصود کو نہیں پہنچتا ... کیونکہ کامیاب ہوگئے اور فرعون ... مسرف کذاب ہے کیونکہ موسیٰ کے مقابلہ میں محض ناکام رہا بلکہ اخلد الی الارض ... ہوکر طوفان جہالت میں غرق ہو گیا ۴ ٭ (محمد حسن ...)

٭ مولوی محمد حسین صاحب ضرور اس میں غور کریں

ڈائری

آج ۱۶ جنوری ۱۹۰۷ء حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام باہر سیر کو تشریف لے گئے۔ راستہ میں حضرت مولوی سید محمد احسن فاضل امروہی نے مسیح موعود کے متعلق ایک حدیث نواس بن سمعان کی ..... جو حاشیہ مسند احمد بن حنبل پر چھپی ہوئی ہے دو جملے پیش کئے ایک جملہ ہے تطوی لہ الارض یعنے مسیح موعود کے لئے زمین طے کی جاویگی۔ جس سے ریل و آگبوٹ وغیرہ کی طرف اشارہ ہے چنانچہ کتب و رسالہ جات تبلیغ اسلام کے یورپ و امریکہ وغیرہ ممالک میں انہی ذرائع سے شائع ہو رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ بیشک اس سے پہلے کسی مامور من اللہ کے لئے طی الارض واقع نہیں ہوا اور نہ یہ اسباب ظاہر ہوئے تھے دوسرا جملہ اس حدیث میں سے مولوی صاحب نے یہ پیش کیا۔

من مس ابن مریم یکون لہ اجر مع قدری ولعظم مسہ

یعنے جو شخص کہ چھوئیگا مسیح موعود کو اس کی قدر خدا کے نزدیک بہت بلند ہوگی اور اس کا مس کرنا و چھونا یعنے اُس کے حلقہ خادمین میں داخل ہونا خدا تعالےٰ کے نزدیک بڑی عظمت رکھتا ہے۔

سبحان اللہ حضرت مسیح موعود کو اس حدیث کی خبر بھی نہیں اور قریباً اکتیس برس کا الہام مطبوعہ براہین احمدیہ میں درج ہے کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔ اس الہام کا مضمون قریباً حدیث مذکورہ میں سے ملتا ہے۔

ضروری ہدایتیں

خط و کتابت کے لئے یا روپیہ بھیجتے وقت ان چند ہدایتوں کو سب احباب مدنظر رکھیں۔

(۱) ہر قسم کا روپیہ جس کا تعلق صدر انجمن احمدیہ سے ہے۔ مثلاً مدرسہ یا میگزین یا مقبرہ یا زکوٰۃ یا مسکین فنڈ یا یتیم فنڈ یا رسالہ تعلیم الاسلام کا روپیہ صرف بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان آنا چاہیئے اور کوپن میں یا الگ خط میں اس کی تفصیل ہونی چاہیئے کہ کس شخص کی طرف سے کس مد کا روپیہ ہے۔

(۲) ہر ایک رقم کی باضابطہ رسید دفتر محاسب سے دی جاویگی اور جس شخص کو رسید دفتر کی نہ پہنچے وہ اسی سے خط و کتابت کرکے دریافت کرنا چاہیئے۔

(۳) لنگر خانہ روپیہ حضرت اقدس کے نام آنا چاہیئے۔ لیکن جہاں اور مدات کا چندہ ساتھ ہو تو محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام بھیجیں اور تفصیل ساتھ دیں۔ وہ حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کر دیا جاویگا۔

(۴) میگزین کے متعلق کل خط و کتابت مینجر یا نائب و ناظم میگزین سے کریں اور کسی شخص کے نام پر خط و کتابت نہ کریں مگر مضامین میگزین کے متعلق ایڈیٹر میگزین سے خط و کتابت کریں۔

(۵) مدرسہ کے متعلق کل خط و کتابت ہیڈ ماسٹر یا نائب ناظم مدرسہ تعلیم الاسلام سے اور بورڈنگ ہوس کے متعلق سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس سے کریں۔

(۶) مقبرہ بہشتی کے متعلق کل خط و کتابت نائب ناظم مقبرہ بہشتی سے کریں اور ایسا ہی وصیتیں وغیرہ بھی اسی کے نام بھیجیں۔

(۷) چونکہ وقتاً فوقتاً عہدیداران میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں اس لئے جو احباب قادیان میں خط و کتابت کرتے ہیں اُن کی اپنی سہولت جواب کے جلدی ملنے میں اور کام کرنے والوں کی سہولت اسی میں ہے کہ دستخط کنندہ کے نام پر کبھی خط و کتابت نہ کریں بلکہ صرف عہدہ پر کریں جیسا کہ اوپر ہدایت کی گئی ہے ایک دفتر کا خط دوسرے دفتر میں چلے جانے سے جواب میں عموماً بہت توقف ہو جاتا ہے بلکہ خط کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ بھی ہے۔

المعلن

محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

سنو اُسنے والو ہے سُننے کی بات

عید الضحیٰ آگئی اور بالکل قریب آپہنچی - مدرسہ تعلیم الاسلام کی ضرورت اور اس کی ضروریات سے آشنا اور آگاہ احباب کو توجہ دلانا ضروری ہے اس سال مدرسہ کی عمارت کا سوال ... تیس ہزار کا زاید مگر اہم خرچ آپ کی خادم مجلس کے سامنے ہے مَیں نے ہر عید کی تقریب پر یاد دلایا ہے کہ اگر عید فنڈ کا ایک ایک روپیہ عام اغراض مدرسہ کے لئے باضابطہ وصول ہوجایا کرے مدرسہ کی ضروریات کی تکمیل ایک ہی سال میں ہوسکتی ہے مگر ابھی تک اسپر پوری توجہ نہیں ہوئی - اب آپ غور کریں اور بیدار ہوکر پوری مستعدی سے کام کریں ہر شخص جو اس تحریر کو پڑھتا ہے اپنا فرض سمجھ لے کہ وہ خود اس تقریب پر عید فنڈ کا ایک روپیہ یا اپنی حیثیت کے لحاظ سے کم و بیش یا مناسب سمجھکر محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام قادیان بھیجدے اور ان لوگوں سے وصول کرے جن کو اطلاع نہیں جہاں باقاعدہ انجمنیں ہیں وہ زیادہ سعی کریں ایسا ہی قربانی کی کھالیں فروخت کرکے اُن کا روپیہ بھی مدرسہ کے مساکین کے اخراجات کے لئے روانہ کریں - اس کو معمولی امر نہ سمجھ لیں اور معمولی تحریک خیال نہ کریں یہ کام آخر آپ ہی کو کرنا ہے مگر یہ ایسا موقع ہے کہ اسپر سہولت سے ہوسکے گا اور بعد میں زیادہ محنت چاہیے گا - خدا تعالیٰ آپ کو ضروریات قوم کے سمجھنے کی توفیق دے اور ان کے انصرام کیلئے ہمّت آمین!

(دیکھو بقیہ صفحہ ۱۱ کالم ۲)

اگرچہ دنیا میں ایسے آدمی موجود ہیں جو ہنسی کریں گے اور ان باتوں کو سُن کر ٹھٹھا کریں گے مگر تم اسکی پروا نکرو - خدا تعالیٰ خود اسکے لیے موجود ہے وہ خدا پرانا نہیں ہوگیا جیسے انسان بڈھا ہوکر بیرفرتوت ہوجاتا ہے - مگر خدا تعالیٰ وہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے وقت تھا اور وہی خدا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تھا اسکی وہی طاقتیں اب بھی ہیں جو پہلے تھیں لیکن جو کچھ میں کہتا ہوں تم اسپر عمل نکرو تو میری جماعت میں نہ رہے -

اللہ تعالیٰ اپنی مصالح کو خوب جانتا ہے لوگ مجھے کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے تمہیں مارا اور مسجد سے نکالدیا میں یہی جواب دیتا ہوں کہ اگر تم جواب دو - تو میری جماعت میں سے نہیں تم کیا چیز ہو صحابہ کی حالت کہ انکے کسقدر خون گرائے گئے - بس تمہارے لئے اسوہ حسنہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے دیکھو وہ کیسے دنیا سے باہر ہوگئے تھے - انسان میں جسقدر جوش ہوتے ہیں وہ دنیا کے لیے ہی ہوتے ہیں کسی کو کیا خبر دنیا کا مال - عزت یا اولاد اور خدا سے آتی ہے اس کے سوا چھوٹی عزتوں کا کیا ذکر نبیوں سے بڑھ کر عزت کسی کی نہیں - مگر دیکھو انہیں کیسے کیسے دکھ دیے گئے - نماز میں انپر گندے گوبر ڈالے گئے - قتل کے ارادے کئے گئے اور آخر مکہ سے نکالا گیا - لیکن خدا تعالیٰ کے حضور آپ کی وہ عزت اور عظمت ہے کہ خدا نے فرمایا -

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو خدا تعالیٰ کی محبت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے بغیر اس کے یہ مقام مل ہی نہیں سکتا - اب بتاؤ کہ کیا یہ اطاعت کا کام ہے کہ دشمن کا ایسا دشمن بنے کہ جب تک اسے پیس نہ لے اور اسے تکلیف اور دُکھ نہ پہنچا دلے صبر ہی نہ کرے -

یہ میں جانتا ہوں کہ انسانی فطرت میں یہ بات ہے کہ گالی سے مشتعل ہوجاتا ہے مگر اس سے ترقی کرنی چاہیے جو دُکھ دیتے ہیں انہیں سمجھو کہ وہ کچھ چیز نہیں اگر تم پر خدا راضی ہے لیکن اگر خدا تعالیٰ ناراض ہے تو خواہ ساری دنیا تم سے خوش ہو وہ بے فائدہ ہے یہ بھی یاد رکھو کہ اگر تم مداہنہ سے دوسری قوموں کو ملو تو کامیاب نہیں ہوسکتے - خدا ہی ہے جو کامیاب کرتا ہے اگر وہ راضی ہے تو ساری دنیا ناراض ہو تو پروا نکرو - ہر ایک جو اسوقت سنتا ہے یاد رکھے کہ تمہارا ہتھیار دعا ہے اسلئے چاہیئے کہ دعا میں لگے رہو یہ یاد رکھو کہ معصیت اور فسق کو نہ واعظ دور کرسکتے ہیں اور نہ کوئی اور حیلہ اسکے لئے ایک ہی راہ اور وہ دعا ہے خدا تعالیٰ نے یہی ہمیں فرمایا ہے اس زمانہ میں نیکی کی طرف خیال آنا اور بدی کو چھوڑنا چھوٹی سی بات نہیں ہے یہ انقلاب چاہتی ہے اور یہ انقلاب خدا کے ہاتھ میں ہے اور یہ دعاؤں سے ہوگا - ہماری جماعت کو چاہیئے کہ راتوں کو رو رو کر دعائیں کرو - اسکا وعدہ ہے ادعونی استجب لکم

جو صاحب جگہ جگہ روپیہ ضائع کر کے مایوس خاطر ہو گئے ہوں انہیں قسم ہے خداوند کریم کی جناب اسکی آزمائش نہ کریں ہرگز ... بدظنی ... ہے کام نہ ...

مرجان یشب یاقوت کہربا کستوری مروارید زعفران

ورق نقرہ وغیرہ کا مجموعہ مشہور ...

مفرح عنبری

مفرح عنبری

مفرح عنبری

قیمت قیمت قیمت

فی ڈبیہ پانچ روپیہ (صہ) | تین ڈبیہ تیرہ روپے ... | ایکدرجن ڈبیہ ۵۰

مفرح عنبری } میں خدا تعالےٰ کے احسان و کرم سے وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جنکے حاصل کرنیکے لئے اہل ممالک لاکھوں روپیہ یورپ اور نیز جھوٹے اشتہاریوں کی نذر کئے ہیں۔ خدائے کریم کے فضل سے اب چونکہ ہندوستان کے ... مفرح عنبری کا تجربہ وسیع ہو چکا ہے۔ اس لئے مجھے اس کی تعریف میں صفحے سیاہ کر کے آپ کی سمع خراشی منظور نہیں ... صفات بیان کرنیکی اس اشتہار میں گنجائش ہے۔ کسی قدر واجبی عرض کے بعد میں اس کو ختم کرتا ہوں۔

مفرح عنبری } جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے اس کا ادنیٰ خاصہ یہ ہے کہ اسکی پہلی خوراک کھاتے ہی دل و دماغ میں ایک عجیب تحریک ... سرور پیدا ہو کر تمام حواس ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں خیالات اعلیٰ و مفید سوجھنے لگتے ہیں ... زندگی عطا کی ہے۔ ضعف دل بے چینی۔ ولکا دھڑکنا ... وغیرہ ... اور قابل اعتماد تریاق ہے۔

مفرح عنبری } کے استعمال سے ضعف دماغ۔ جریان۔ ضعف ... کثرت احتلام۔ کثرت پیشاب ... فائدہ پہنچتا ہے۔ جو دوسری ادویات کی طرح عارضی نہیں ہوتا۔ کثرت ... سے جو ضعف گردوں اور جگر کے فعل میں بھی واقع ہوتی ہے وہ اسکے استعمال سے جلد پوری ہونے لگتی ہے۔

مفرح عنبری } جن کے اعصاب میں بہ سبب کثرت اندیشی یا غلط کاری۔ عیاشی۔ کثرت محنت دماغی ... فکر وغیرہ سے ضعف آجائے اور جسم میں کمی واقع ہو ان کے لئے مفرح عنبری ایک اکسیر کا کام دینے والا ... ہے۔

مفرح عنبری } وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش اور تکان کو بغضلہ منٹوں میں آرام دیتا ہے۔ اس لئے امیروں۔ وزیروں۔ نوابوں۔ رئیسوں۔ جاگیرداروں۔ ججوں۔ وکیلوں۔ تحصیلداروں منصفوں۔ مدرسوں۔ پولیس و فوجی عہدہ داروں اور بالخصوص کالجوں کے طلباء یا جن کو صحت کی قدر ہے ... اس ... رفیق کو ہر دم اپنی جیب میں ... رکھنا چاہیئے۔ جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی جھٹ ایک خوراک منہ میں رکھ لی پھر تر و تازہ ہو کر اپنے کام میں لگ گئے آزمائش شرط ہے۔ **مفرح عنبری** } چونکہ اکثر نباتاتی اور معدنی ترقیات و جواہرات کا مرکب ہے۔ اس لئے تمام وبائی امراض یا موسموں یا ان جگہوں میں جہاں پر طاعون ہمیشہ پھیلا ہوا ہے یا اندیشہ ہو خدائے کریم کی فرمانبرداری کیا تھا اسکا استعمال ہر زن و مرد ... کے لئے واجب اور لازمی ہے۔ حفظ ما تقدم کے طور پر اس سے بڑھ کر دوسری دوائی کا ملنا ناممکن ہے۔ **مفرح عنبری** } حکماء اور ڈاکٹروں کی خدمت میں تو اس کی اظہار کی ضرورت نہیں وہ تو اجزا اسم سے ہی ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ کس کس مرض۔ اور کس موقعہ پر مفید ہو سکتی ہے جنرل پبلک کی اطلاع کی خاطر عرض کیجاتی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو یعنی جن کا دوسرے تیسرے مہینے کا حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانیکا مرض ہو اور زیادہ خون کے نکل جانے سے روح حالت ہو گئی ہو یا کمی ادرار کے باعث مارے درد کے ہر ماہ تکلیف کا سامنا ہوتا ہو انہیں بلا تردد و بلا تامل فوراً اسکو منگوا کر استفادہ حاصل کرنا چاہیئے۔ **مفرح عنبری** } سے وہ لوگ بھی بفضلہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل و دق ہوں یا جن کے دماغ بعارضہ نکسیر یا خونی بواسیر یا تھوک کیساتھ خون کا آنا کسی وقت شروع ہو گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قوائے مضمحل ہو گئی ہوں

مفرح عنبری } وہ عجیب و غریب مرکب ہے جسکے استعمال سے نزار کمزور کا کمزور دماغی طاقت پھر پوری ہو جاتی ہے۔ اعصابی طاقت میں روز افزوں ترقی ہو کر دل میں سرور چہرہ و سر ... پُر نور ہو جاتا ہے۔

سرٹیفکٹ ملاحظہ ہوں

**خان بہادر عالیجناب مولوی سید محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیر اگڑھ ضلع ... عنایت فرمائم حکیم صاحب! السلام مسنون۔ آپ سے ایک ڈبیہ مفرح عنبری کی جناب نواب مولوی محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیر اگڑھ نے منگائی تھی ان کے تجربہ میں بھی مفرح عنبری بہت مفید ثابت ہوئی۔ آپ مہربانی کر کے ۳ ڈبیہ اور خان صاحب موصوف کے نام جسقدر جلد ممکن ہو ویلیو پے ایبل روانہ فرمائے

(دستخط) سید بخشش محمد پرائیویٹ سکرٹری

عالیجناب خان بہادر عبد المجید خان صاحب رئیس اعظم بدر ... تحریر فرماتے ہیں۔ مفرح عنبری کی چند ڈبیہ استعمال کرنے کے بعد آپ کی فوائد کا تجربہ ہو کر ... ہیں کہ میں آپ کو اطلاع دوں کہ مفرح عنبری ایک بے نظیر مرکب ہے اور میں اعتقاد یا کہہ سکتا ہوں کہ اس سے عمدہ دوائی گذشتہ چالیس سال کے عرصہ میں کبھی تجربہ میں نہیں آئی تھی۔ میرے خیال میں کمزوری۔ طاقت کیواسطے ... فائدہ ہے۔ اور آپ جسقدر اس دوائی کی ایجاد پر فخر کریں بجا ہے صرف آپ کی دوائی سچ جیسا اشتہار ثابت ہوئی۔

عالیجناب راے کالی پرشاد صاحب تعلقہ دار و رئیس ہاندا کی انگریزی چٹھی کا ترجمہ۔ ڈیئر سر! میں نے آپ کی ایجاد کردہ مفرح عنبری کی ایک ڈبیہ استعمال کی ہے میں نہایت خوشی سے اس کے مفید ہونے اور ہندوستان کی بہترین دوائی ہونے کی تصدیق کرتا ہوں۔ دو سال کی بگڑی ہوئی صحت مجھے اسکے استعمال سے واپس ملی ہے۔ مہربانی کر کے ایک ڈبیہ میرے دوست لالہ سکھن لال کے نام روانہ فرما دیں

عالیجناب نواب عبد المجید خان صاحب بہادر برادر جناب نواب صاحب بہادر ... تحریر فرماتے ہیں اے حکیم ... آپ کی مفرح عنبری نے جو جوہر دکھلائے ہیں بیان سے باہر ہیں۔ فی الواقع یہ نہایت عمدہ چیز ہے۔ بنظر مہربانی چھ ڈبیہ بذریعہ وی پی جلد ارسال فرمادیں

... مفرح عنبری ... بھیجا ... ملا ... الحی ...

المشتھر حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور حویلی کابلی مل

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شائع ہوا